

# امام رضا اور علمائے ہندوستان



پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالقادر

بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ لاہور





پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری



بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ

لاہور، پاکستان

## سلسلہ اشاعت نمبر

نام	: امام احمد رضا اور علماء بلوچستان
تحریر	: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
تعداد	: گیارہ سو
سن اشاعت	: ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء
صفحات	: ۶۴

پروف ریڈنگ : اقبال احمد اختر القادری

سید زاہد اللہ قادری

ناشر : بزم عاشقان مصطفیٰ لاہور

بتعاون : ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

کمپوزنگ : لیزر نیٹ، اردو بازار کراچی

ہدیہ : دعائے خیر برائے ناشر و معاونین

(نوٹ : بیرون جات کے احباب مبلغ دس روپیہ کا ڈاک ٹکٹ

ارسال کر کے حاصل کریں۔)

ملنے کا پتہ



بزم عاشقان مصطفیٰ

مکان نمبر ۲۵، گلی نمبر ۳۲، فلیمنگ روڈ، لاہور۔ ۵۴۰۰۰

## تقدیم



پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) پاکستان کراچی کے جنرل سیکرٹری اور معارف رضا، کے مدیر ہیں، آپ نے ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد سابق ایڈیشنل سیکرٹری وزارت تعلیم حکومت سندھ ہائیرنگرانی کنزلا ایمان اور دوسرے معروف اردو قرآنی تراجم کا تقابلی جائزہ،، کے عنوان سے مقالہ لکھ کر کراچی یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے آپ کو اس کارنامے پر امام احمد رضا ریسرچ ایوارڈ گولڈ میڈل) پیش کیا۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے اس مختصر سے تعارف سے یہ بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ علمی و تحقیقی میدان کے شہسوار ہیں۔ وہ کام، کام پر کام پر دل و جان سے فدا، شید اور عاشق ہیں۔ وہ ایسے متعدد مقالات ضبط تحریر میں لاکھتے ہیں جو مختلف علاقوں کے بننے والے ان علماء اور مشائخ پر روشنی ڈالتے ہیں جو اعلیٰ حضرت امام رضا بریلوی سے مختلف معاملات اور موجودہ صدی کے مسائل پر استفادہ کرتے رہے ہیں۔

ی علمی و تحقیقی سلسلے میں،، امام احمد رضا اور علماء بلوچستان،، پر پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا علمی اور تحقیقی کام نہ صرف قابل توصیف ہے بلکہ قابل تقلید بھی۔

آفریں باد بریں ہمت مراد نہ تو  
این کار از تو آید و مرداں چنین کنند

انہوں نے نہات لگن، جاں کا ہی، بردباری اور لگاتار محنت و مشقت سے بلوچستان  
سے متعلق اپنی تحقیق کو صفحہ قرطاس پر مرتسم کیا ہے وہ یقیناً مبارک باد کے حقد  
ہیں ایک بار نہیں صد ہا مبارکباد....

دعا ہے کہ باری تعالیٰ ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے گہر بار قلم کو زندہ، تابندہ اور  
درخشندہ رکھے اور علمی و تحقیقی دنیا ان کے توانا تحقیقی کارناموں سے جگمگ جگمگ  
کرتی رہے۔

خاور کے الفاظ ہیں۔

تمنا ہے اگر منزل کی تجھ کو  
ہمیشہ خوبتر کی جستجو کر  
جو ہو جائے جہد مسلسل سے واقف  
وہی زندگی ہے فقط جاودانہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر

سیرت اکادمی بلوچستان

۱۱۱۔ ۱۲۷۔ ۱۱۱

سٹیٹ ٹاؤن کونٹ

۲۲ دسمبر ۱۹۹۸ء / ۲ رمضان ۱۴۱۹ھ

## مکتوب بنام ڈاکٹر مجید اللہ قادری



از پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، لاہور

۲۳ اگست ۱۹۷۷ء

حضرت قبلہ ڈاکٹر مجید اللہ صاحب زید لطفہ

السلام علیکم! امام احمد رضا کانفرنس کا مجلہ اور معارف رضا دونوں مرتعات رضویت ملے۔ ماشاء اللہ آپ حضرات نے اس سال بھی انہی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے بلند پایہ مضامین زیور طباعت سے آراستہ فرمائے۔ اگرچہ میں اپنے تاثرات سید وجاہت رسول صاحب قادری مدظلہ العالی کے ایک خط میں پیش کر چکا ہوں مگر معارف رضا میں آپ نے بلوچستان کے علماء کرام سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے روابط کے متعلق جو مضمون شریک اشاعت فرمایا ہے اس کے لئے آپ کو خصوصی طور پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ آپ نے بلوچستان کے دور دراز علاقوں سے اعلیٰ حضرت کے روابط کو تلاش کیا۔ ان پر تحقیق کی۔ پھر بعض مقامات پر خود جا کر حالات معلوم کئے اس مصروفیت کے دور میں آپ کا سفر اور محنت قابل داد ہے۔ خصوصاً "آپ نے مولانا قادر بخش کے علمی تعلقات پر جس محنت سے کام کیا ہے وہ آپ کی تحقیق اور جستجو کا بڑا عمدہ کام ہے۔

آپ نے پچھلے چند سالوں میں علمائے سندھ، علمائے بہاولپور، علمائے کراچی، علمائے پنجاب پر ایسے ہی تحقیقی مضامین لکھ کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علوم و فنون کے تشنگان کا جس انداز میں تعارف کرایا ہے وہ

بہت سے کام کرنے والے اسکالرز کی راہنمائی کا ذریعہ بنے گا۔ آپ پنجاب کے علمائے کرام کے رابطہ پر بھی کام کر رہے ہیں اور اس سلسلہ میں جناب سید صابر حسین شاہ بخاری بھی کام کر رہے ہیں۔ اپنا اپنا انداز ہے، اپنا اپنا ذوق ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو بہت دے اور یہ شاندار کام مکمل ہو کر لوگوں کے سامنے آئے۔ میں گزارش کروں گا کہ پنجاب کے علماء کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ پنجاب کے ان اضلاع کو نظر انداز نہ فرمائیں جو اعلیٰ حضرت کے زمانہ میں پنجاب کا حصہ تھے مثلاً "امرتسر، فیروز پور، اور لدھیانہ کے علمائے کرام پنجاب کے علمائے کرام ہیں۔ ان حضرات کو بھی شریک فرمائیں۔ امرتسر سے "الفقیہہ" نے اعلیٰ حضرت کے روابط کو پھیلانے میں بڑا کام کیا تھا۔ لدھیانہ کے بعض علماء کرام اور فیروز پور کے علمائے کرام کے اعلیٰ حضرت سے رابطے رہے۔ آج نہیں تو کل آپ کی تحریریں تلاش کی جائیں گی اور اعلیٰ حضرت پر مزید کام کرنے والے جب آئیں گے تو ڈاکٹر مجید اللہ کی اتھارٹی کو تسلیم کیا جائے گا۔ آپ نے اپنے رفقاء کار علامہ شمس بریلوی اور صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری پر بھی بڑی پر مغز معلومات دی ہیں یہ بھی ایک اچھا انداز ہے۔ کام کرنے والوں کا تعارف آنا چاہئے اور اس میں خوشامد اور تعلق کے اشاروں کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ اگرچہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب پر بعض حضرات نے بہت کچھ لکھا ہے اور چھپا ہے مگر ایسی شخصیت پر جس قدر لکھا جائے کم ہے اور ان کی علمی خدمات کا اعتراف کرنا کوئی خلاف حقیقت بات نہیں ہے۔ مجھے اس خط میں صرف آپ کے مضمون "امام احمد رضا اور علمائے بلوچستان" پر ہدیہ تبریک پیش کرنا تھا مگر بعض باتوں کو زیب تبریک بنا کر لے آیا۔

اقبال احمد فاروقی، لاہور



## امام احمد رضا اور علماء بلوچستان

امام احمد رضا خان قادری برکاتی محدث بریلوی (پ ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶م - ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء) ابن مولانا مفتی محمد تقی علی خان قادری برکاتی بریلوی (پ ۱۲۳۶ھ / ۱۸۳۰م - ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء) ابن مولانا مفتی محمد رضا علی خان بریلوی (پ ۱۲۲۳ھ / ۱۸۱۰م - ۱۲۷۲ھ / ۱۸۶۵ء) کے آباؤ اجداد افغانستان سے ہجرت کر کے لاہور کے راستے غالباً بارہویں صدی ہجری کے اواخر میں روہیلکھنڈ بریلی تشریف لائے۔ (۱) امام احمد رضا کے جد امجد مولانا مفتی رضا علی خان الافغانی نے بریلی شہر میں ۱۲۳۶ھ میں اس خاندان میں دارالافتاء کی بنیاد رکھی۔ (۲) مفتی رضا علی خان بریلوی کے وصال کے بعد ان کے لائق و فائق فرزند خاتم المحققین 'امام المدققین' حامی السننہ، ماحی بدعتہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد تقی علی خان بریلوی قدس سرہ العزیز نے اس "مسند افتاء" کو رونق بخشی اور آپ ہی کی زندگی میں امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس اللہ سرہ العزیز نے اس "مسند افتاء" کی اہم ذمہ داری صرف ۱۳ سال کی عمر میں سنبھال لی۔ آپ خود اس سلسلے میں اپنے وصایا شریف میں

فرماتے ہیں۔

”میرے دادا صاحب (عارف باللہ سیدنا المولوی رضا علی خاں) علیہ الرحمہ نے مدت العمر یہ کام کیا۔ جب وہ تشریف لے گئے تو اپنی جگہ میرے والد (سیدی و والدی و ولی نعمتی المولوی محمد نقی علی خاں) قدس سرہ العزیز کو چھوڑا۔ میں نے چودہ برس کی عمر میں ان سے یہ کام لے لیا۔ پھر چند روز بعد امامت بھی اپنے ذمہ لے لی۔ غرض کہ میں نے اپنی صغر سنی میں کوئی بار ان پر نہ آنے دیا۔“ (۳)

امام احمد رضا محدث بریلوی نے اپنے خاندان میں قائم دارالافتاء کی مسلسل ۵۵ برس (۱۲۸۶ھ تا ۱۳۴۰ھ) خدمت انجام دی۔ امام رضا کی حیات میں آپ کے سب سے چھوٹے بھائی مولانا مفتی محمد رضا خاں بریلوی (م۔ ۱۹۳۹ء) (۴) بھی فتویٰ نویسی فرماتے رہے۔ ساتھ ہی امام احمد رضا کے صاحبزادگان خلف اکبر حضرت مولانا مفتی حجتہ الاسلام مولوی محمد حامد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی (م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) (۵) اور خلف اصغر مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری بریلوی (م ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء) (۶) بھی اپنی تمام عمر اسی دارالافتاء کی خدمت انجام دیتے رہے۔ آج جبکہ اس مسند افتاء کو قائم ہوئے ۱۶۲ برس ہو چکے ہیں، اس خانوادے کی خدمت افتاء فی سبیل اللہ جاری ہے۔ ان دنوں بریلی شریف کے مرکزی دارالافتاء میں مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری بریلوی الازہری ابن مولانا مفتی ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی (م ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء) ابن مولانا مفتی حامد رضا خاں بریلوی اور مولانا مفتی سبحان رضا خاں قادری بریلوی ابن مولانا مفتی محمد سبحان رضا خاں قادری بریلوی (م ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۵ء) ابن مولانا مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری فتویٰ نویسی کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مولانا سبحان رضا خاں کے انتقال کے بعد ان کے خلف اکبر مولانا سبحان رضا خاں

نے یہ مسند سنبھالی ہے احقر کے مطالعے کے مطابق برصغیر پاک و ہند کے چند علمی خانوادوں میں سے امام احمد رضا کا خانوادہ ایک ایسا خانوادہ ہے جو ڈیڑھ سو برس سے زیادہ عرصے سے فتویٰ نویسی کی مسلسل خدمت انجام دے رہا ہے یہ ایک بڑا اعزاز ہے جو اس خانوادے کو حاصل رہا ہے۔

امام احمد رضا جب اس مسند افتاء پر رونق افروز تھے اس وقت تمام اکناف عالم سے سوالات اور استفتاء آپ کے دارالافتاء پہنچتے تھے۔ بریلی شریف کی سرزمین سے عالم اسلام کا ”مجید اعظم“ تمام علوم و فنون کی روشنی دنیا کے کونے کونے اور چپے چپے تک پہنچا رہا تھا اگرچہ آپ کے ہم عصروں میں بہت سارے مفتیان عرب و عجم بھی یہ خدمات انجام دے رہے تھے مگر جو مرکزیت پورے عالم اسلام میں آپ کو حاصل تھی وہ آپ کی حیات تک کسی اور کو حاصل نہ ہو سکی۔ آپ اپنے دور کے بڑے بڑے علماء و مشائخ اور مفتیان کے مرجع تھے۔ اسی لئے آپ کو چودھویں صدی ہجری کا ”مجید“ تسلیم کیا گیا۔ (۸)

راقم السطور اس مقالے سے قبل کئی مقالات مختلف علاقوں سے نسبت رکھنے والے علماء و مشائخ کے اعلیٰ حضرت سے رابطہ و تعلق کے حوالے سے قلم بند کرچکا ہے جنہوں نے مختلف معاملات اور جدید مسائل میں امام احمد رضا خان بریلوی کی طرف رجوع کیا مثلاً۔

(۱) امام احمد رضا اور علمائے بھرچونڈی شریف سکھر مطبوعہ ۱۹۹۳ء

(۲) امام احمد رضا اور علمائے کراچی مطبوعہ ۱۹۹۳ء

(۳) امام احمد رضا اور علمائے سندھ مطبوعہ ۱۹۹۵ء

(۴) امام احمد رضا اور علمائے ریاست بہاولپور مطبوعہ ۱۹۹۵ء

(۵) امام احمد رضا اور علمائے لاہور مطبوعہ ۱۹۹۶ء

الحمد للہ اس طرح کے مزید مقالات ابھی زیر تالیف ہیں جو مندرجہ ذیل

ہیں۔

- (۱) ... امام احمد رضا اور علمائے سرحد (ہزارہ، پشاور، ڈیرہ اسماعیل خان، اٹک)
- (۲) ... امام احمد رضا اور علمائے بالائی پنجاب (پاکستان) (راولپنڈی، گوجرانوالہ، گولڑہ)
- (۳) ... امام احمد رضا اور علمائے مشرقی پنجاب (پاکستان) (گجرات، گوجرانوالہ، سیالکوٹ)
- (۴) ... امام احمد رضا اور علمائے مغربی پنجاب (پاکستان) (ڈیرہ غازی خان، تونسہ شریف)
- (۵) ... امام احمد رضا اور علمائے وسطی پنجاب (پاکستان) (سرگودھا، جہلم، بھیرہ، ملتان)
- (۶) ... امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش وغیرہ وغیرہ۔

اس مقالے میں صوبہ بلوچستان سے تعلق رکھنے والے مستفتیان کا تذکرہ شامل کیا گیا ہے۔ صوبہ بلوچستان رقبہ کے اعتبار سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ اور آبادی کے لحاظ سے سب سے چھوٹا صوبہ ہے یہ علاقہ زیادہ تر پہاڑی سلسلوں پر مشتمل ہے، اس کے مشرقی حصے میں کوہ سلیمان اور کوہ کیر تھر کے پہاڑی سلسلے ہیں جبکہ اس کا مغربی حصہ کوہ چاغی، کوہ خاران و مکران پر مشتمل ہے۔ زیر نظر مقالہ کی ترتیب کے مطابق صوبہ بلوچستان کے بن علاقوں سے علماء و مشائخ نے بریلی شریف، مختلف مسائل میں رجوع کیا ان بستیوں کا تعلق کوہ سلیمان اور کوہ کیر تھر کے علاقوں سے ہے اور اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

- (۱) ... مولانا مولوی قاضی قادر بخش بھلائی چوہڑ کوٹ بارکھان (۹)
- (۲) ... مولانا مستری احمد الدین فورٹ سنڈھین
- (۳) ... مولوی عبدالرشید خضدار

راقم نے ان تمام مستفتیوں کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی اور صرف بارکھان سے تعلق رکھنے والے مفتی مولوی قاضی قادر بخش صاحب

کے متعلق معلومات حاصل ہو سکیں بقیہ دو حضرات کا تذکرہ حاصل نہ ہو سکا۔ کئی سال سے راقم کو بلوچستان کے ان علماء سے متعلق جستجو تھی جن کے قلمی روابط امام احمد رضا سے قائم تھے۔ متعدد اہل قلم سے ان افراد کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی بالاخر میرے ایک کرم فرما دوست محبی عزیزی پروفیسر محمد بخش قمر صاحب (۱۰) نے میرے ساتھ تعاون فرمایا اور کونٹہ میں رہتے ہوئے بارکھان کی بستی کے ایک معزز شخصیت جناب استاد حاجی کریم داد صاحب (۱۱) سے خط کے ذریعہ رابطہ قائم کروایا جن کا پہلا تفصیلی خط احقر کو ۲۱ ستمبر ۱۹۹۶ء کو موصول ہوا جو ۵ صفحات پر مشتمل تھا جس میں مولوی قاضی قادر بخش علیہ الرحمہ کے حالات تفصیل سے لکھے جو انہوں نے بارکھان میں موجود اس خاندان کے افراد سے حاصل کئے ہیں۔ حاجی کریم داد صاحب مدظلہ العالی نے احقر کا رابطہ مولوی قادر بخش کے بھتیجے مولوی اللہ یار چشتی (۱۲) سے کروادیا اور ان کا پہلا خط راقم کو ستمبر ۱۹۹۶ء کے آخر میں موصول ہوا اس طرح دو واسطوں کے بعد احقر کے تعلقات براہ راست مولوی قاضی قادر بخش کے خاندان سے قائم ہو گئے۔ جلد ہی مولوی اللہ یار صاحب زید مجدہ کی بار بار دعوت کے اسرار پر بارکھان کا دسمبر ۱۹۹۶ء میں دورہ بھی کیا اس دورہ میں احقر کے ساتھ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے مرکزی آفس سیکرٹری اور نوجوان محقق عزیزم ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری سلمہ بھی تھے۔

راقم السطور نے اس مطالعاتی دورے میں بارکھان میں آباد قاضی قادر بخش علیہ الرحمہ کے خاندان کے کئی لوگوں سے ملاقات کی اور تبادلہ خیال کیا اور مفید معلومات حاصل کیں۔ قاضی قادر بخش کی اگرچہ کوئی نرینہ اولاد نہ تھی اس لئے تمام تر معلومات ان کے ایک حقیقی بھائی مولوی کریم بخش جو ابھی ماشاء اللہ حیات میں کافی ضعیف ہیں لگ بھگ ۸۸ سال کی عمر شریف ہے اور دوسرے ان کے بھتیجے مولوی اللہ یار چشتی ابن مولوی احمد یار (م ۱۹۹۲ء) سے حاصل کیں۔ اس خاندان اور خانوادے کی تمام معلومات زبانی اور سینہ بہ سینہ روایات پر مشتمل ہیں

کیونکہ اس خاندان کے اسلاف کا کوئی قلمی تذکرہ موجود نہیں ہے اگرچہ ان کے کتب خانے میں آج بھی سینکڑوں کتابیں محفوظ ہیں لیکن خود خاندان کے حالات کسی نے قلم بند نہیں فرمائے مگر بقول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا

بے نشانوں کا نشان مٹتا نہیں  
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

(حدائق بخشش)

## مولانا قاضی قادر بخش بگلانی

قاضی قادر بخش ابن مولوی قاضی محمد یار بروز پیر شوال المعظم کے مہینے میں ۱۲۸۶ھ میں تحصیل تونسہ شریف کی ایک بستی بگلانی میں پیدا ہوئے۔ آپ کی مادری زبان سرائیکی تھی اور خاندان رند بلوچ تھا۔ آپ نے ابتدائی دینی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی کچھ عرصہ تونسہ شریف میں بھی زیر تعلیم رہے بعد میں مزید تعلیم کے لئے ہند کا رخ کیا اور لکھنؤ کے ایک مدرسے میں ۱۳ سال تک تعلیم حاصل کرتے رہے اس کے علاوہ اور بھی کئی شہروں میں حصول علم کے لئے تشریف لے گئے۔ تعلیم سے فارغ ہو کر واپس چوہڑ کوٹ بارکھان تشریف لائے اور یہاں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری فرمایا مگر باقاعدہ کوئی دینی مدرسہ یا دارالعلوم قائم نہیں کیا البتہ قرآن و حدیث کا درس اپنی خانقاہ اور مسجد میں دیتے رہے۔ عربی، فارسی اور اردو زبان پر بھی مکمل دسترس حاصل کی آپ کی تحریر عموماً "فارسی زبان میں ہوتی تھی۔"

آپ کی شادی خانہ آبادی دیر سے جمادی الاخر ۱۳۲۹ھ میں مائی غلام جنت سے ہوئی آپ کی کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی اور زوجہ کا انتقال آپ کے وصال سے چند ماہ قبل ۱۳۳۰ھ میں ہوا جبکہ آپ کا وصال مبارک ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۳۰ھ میں ہوا۔

آپ کا مزار مبارک لب سڑک چوہڑ کوٹ کے قبرستان میں ہے جہاں ہر سال عرس بھی منایا جاتا ہے۔ آپ کے مزار مبارک پر صرف ایک چادر پڑی ہے نہ کوئی کتبہ ہے اور نہ ہی کوئی گنبد۔ فقیر کے استفسار پر مولوی اللہ یار چشتی نے بتایا کہ ہم نے کئی دفع گنبد وغیرہ بنانے کی کوشش کی مگر ہر دفعہ چچا صاحب نے خواب میں آکر منع فرمادیا ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ خود ان کے والد ماجد مولوی احمد یار پر بھی کوئی گنبد اور کتبہ اس لئے نہیں ہے کہ یہ حضرت اپنے فقیرانہ مزاج کی بناء پر پسند نہیں فرماتے۔

قاضی قادر بخش بنگلانی کا سلسلہ بیعت تونسہ شریف کے سلسلے سلیمانہ کے بزرگ حضرت خواجہ محمد حامد تونسوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء) ابن صاحبزادہ حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۶ء) ابن حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمہ (۱۳) (م ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء) سے تھا۔ آپ کو خلافت و اجازت بھی حاصل تھی مگر زندگی میں کسی کو بیعت نہ فرمایا۔

## خاندان اور شجرہ نسب

مولوی کریم بخش مدظلہ العالی نے اپنے خاندان اور اسلاف کا شجرہ نسب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے خاندان کے مورث اعلیٰ مولوی قاضی علی محمد علیہ الرحمہ تھے آپ بنگلانی بستی کے معروف عالم دین اور فاضل تھے۔ ہمارے خاندان میں آپ کو سب سے پہلے علاقہ کا قاضی ہونے کا شرف حاصل ہوا اور پانچ پشت تک یہ سلسلہ خاندان میں قائم رہا اور مولوی قاضی قادر بخش کے بعد اس خاندان میں کوئی عالم پیدا نہ ہوا۔ ہمارے خاندان میں قاضی قادر بخش نے بہت شہرت حاصل کی لیکن آپ کے وصال کے بعد یہ سلسلہ آگے نہ بڑھ سکا۔

## خاندانی شجرہ

قاضی علی محمد

↓  
قاضی اللہ یار

↓  
قاضی احمد یار

↓  
قاضی محمد یار

---

احمد یار	اللہ بخش	قاضی قادر بخش	خدا بخش	کریم بخش
		(لاولد)	(لاولد)	

## خاندانی حالات

مولوی قاضی بخش بھگلانی کا خاندانی تیرہویں صدر ہجری کے نصف تک پنجاب کے علاقہ ضلع ڈیرہ غازی خاں کی تحصیل تونسہ شریف کی ایک بستی بھگلان میں آباد تھا۔ قاضی قادر بخش کے والد ماجد مولوی قاضی محمد یار (المتوفی ۱۷۷۳ھ) سے نقل مکان کر کے تحصیل بارکھان کی بستی چوہڑکوٹ میں آکر آباد ہو گئے اور قاضی محمد یار صاحب مقامی مسجد میں امامت فرمانے لگے۔ مولوی کریم بخش مدظلہ العالی نے اپنے خاندان کی بھگلانی سے چوہڑکوٹ بارکھان بلوچستان نقل مکانی کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا!

جب ہمارا خاندان بھگلان کی بستی میں آباد تھا تو والد صاحب (مولوی محمد یار) کے خاندان میں ایک وٹہ کے رشتے کے سلسلے میں تنازعہ پیدا ہو گیا۔ والد صاحب از روئے شریعت وٹہ کے رشتے (جس میں ایک گھر سے لڑکی اس شرط پر لی جاتی ہے کہ اس گھر کو اپنی لڑکی دی بھی جائے) کو ضروری نہیں سمجھتے تھے اور اگر شرطیہ ایسا کیا جائے تو اس کا ناجائز تصور کرتے تھے اتفاق سے خاندان میں ایسے ایک رشتہ کا سلسلہ شروع ہوا اور رشتہ داروں نے وٹہ کے بغیر رشتہ دینے سے انکار کر دیا اور یہ

سلسلہ ایک تنازعہ بن گیا والد صاحب اسی تنازعہ کے باعث ناراض ہو کر نقل مکانی کرتے ہوئے چوہڑکوٹ تشریف لے آئے اور پھر مستقل یہیں آباد ہو گئے۔ اب یہ ماندان چوہڑکوٹ کے بجائے بارکھان میں آباد ہے۔ مولوی محمد یار علیہ الرحمہ کا ۱۳۳۲ھ میں چوہڑکوٹ میں انتقال ہوا مگر آپ کا مزار آبائی قبرستان بغلانی میں مرجع آج بھی خلائق ہے اور ہر سال عرس بھی کیا جاتا ہے اور مزار پر باقاعدہ لشکر کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔

## مولوی کریم بخش صاحب نے مزید فرمایا:

ہمارے دادا مولوی قاضی حافظ احمد یار حافظ قرآن اور عالم و فاضل تھے اور ذنسہ شریف کے بزرگوں سے بیعت تھے دادا جان کا وصال ۱ صفر المظفر ۱۳۲۵ھ میں ہوا تھا آپ کا مزار بھی بغلانی کے آبائی قبرستان میں ہے آپ ہی کے نام پر والد صاحب نے مجھ سے بڑے بھائی کا نام مولوی احمد یار رکھا تھا جب کہ مولوی احمد یار نے اپنے بیٹے کا نام محمد یار اور دوسرے بیٹے کا نام اپنے پر دادا قاضی اللہ یار کے نام پر مولوی اللہ یار رکھا تھا۔ ہمارے بقیہ بھائیوں کے نام کے ساتھ بخش لگا ہے اپنے تمام بھائیوں کی تفصیل اور مختصر حال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم ۱۰ بھائی ہیں تھے اور میں سب بھائی بہنوں میں چھوٹا تھا سب کا انتقال ہو گیا فقیرا بھی زندہ ہے اور تقریباً ۸۸ برس کی عمر ہو گئی ہے۔ اب ملاحظہ کیجئے ان تمام بھائیوں کی تفصیل جو مولوی محمد یار کے صاحبزادگان ہیں۔

۱۔ مولوی اللہ بخش

آپ مولوی محمد یار کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی شادی ۱۷

شعبان المعظم ۱۳۲۷ھ کو ہوئی اور وصال ۱۳۳۱ھ میں ہوا آپ کی قبر بغلانی کے آبائی قبرستان میں ہے۔ آپ اگرچہ اولاد میں سب سے بڑے تھے مگر والد صاحب نے انتقال سے قبل آپ کو یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے انتقال کے بعد مولوی قادر بخش کو خاندان کی دستار فضیلت دی جائے چنانچہ مولوی اللہ بخش نے مولوی قادر بخش کو جس خط میں والد ماجد کے انتقال پر ملال کی خبر دی تھی اسی خط میں اس وصیت کا اظہار بھی فرمایا تھا وہ خط اس خاندان میں آج بھی محفوظ ہے اس کا عکس احقر کے پاس موجود ہے اس خط کی چند عبارتیں ملاحظہ کیجئے۔ یہ خط ۱۰ صفر المظفر ۱۳۳۳ھ کو لکھا گیا ہے۔

بخدمت برادر م صاحب

برادر م عزیز مولوی صاحب مولوی قادر بخش خان

بعد از نیاز!

اس جگہ ہر وجہ سے خیر خیریت ہے اور آپ کی خیر و عافیت ہر وقت نیک اللہ پاک سے چاہتا ہوں۔ احوال آنکے پہلے جمعہ شریف کی رات روانہ کر چکا ہوں (یعنی انتقال کے فوراً بعد خط ڈال چکے تھے)۔ برادر م جمعہ شریف ۱۰ صفر المظفر ۱۳۳۳ھ کو بوقت دوپہر جناب قبلہ دو جہاں کا ساہنہ آسمان ہمارے سر سے اٹھ گیا ہے جناب والد صاحب رخصت ہم سے ہو کر سچا جہاں پر چلا گیا ہے مگر حکم ربی اللہ پاک جناب والد صاحب کو جنت فردوس عطا فرمادیں۔

آمین ثمہ آمین قالوا نالہ وانا لہ راجعون

برادر م صاحب آپ موجا (غمگین) مت ہویں اللہ پاک تمام ہی برادران کو خوش و خرم فرمادے آمین.....

دوسری وصیت کا بیان میں آپ کا دستار کا فرمایا کہ میری دستار مولوی قادر بخش کو دیویں..... برادر م صاحب آپ پر ہم دستار بندی کرتا ہوں تمامی کام آپ کا اختیار ہے..... برادر م صاحب کوئی مجھ کو غم نہیں ہم دعا مانگتا ہوں اللہ پاک

آپ کی عمر دراز فرمائے آمین..... اور آپ میرے والد صاحب کی جگہ پر ہیں.....  
آپ کوئی غم نہ کریں کیونکہ والد صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا کہ آپ غم نہ  
کریں..... وفات والد صاحب تاریخ ۷ صفر ۱۳۳۳ء بوقت دوپہر۔ دفن شام کو ہوا  
جمعہ شریف کا دن تھا.....

اللہ بخش بقلم خود

مولوی اللہ بخش کے ہاں ایک بیٹا محمد یار پیدا ہوا جن کی اولاد محمد اسمعیل اور  
محمد ابرہیم آج موجود ہیں اور بار کھان میں محنت مزدوری کر کے رزق حلال سے اپنا  
گھر چلا رہے ہیں۔

## ۲۔ مولوی قاضی قادر بخش

آپ ہمارے بھائیوں میں دوسرے نمبر پر تھے مگر علم و فضل میں سب سے  
ممتاز تھے اور والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ ہی نے اس خاندان کے علمی ورثہ کو  
آگے بڑھایا اور آپ کے وصال کے بعد اس خاندان میں علم و فضل کا چراغ ابھی  
تک دوبارہ روشن نہ ہو سکا۔ آپ لا ولد تھے مگر اولاد کی تمنا بہت رکھتے تھے اور اس کا  
اظہار انہوں نے اپنی کتابوں پر فدوی اللہ دتہ عفی عنہ لکھ کر کیا۔ راقم نے کئی  
کتابوں پر اس عبارت کو لکھا ہوا دیکھا ہے۔

## ۳۔ مولوی خدا بخش

آپ ۱۷ رمضان المبارک بروز بدھ ۱۳۱۸ھ میں پیدا ہوئے۔ زیادہ تعلیم  
حاصل نہ کر سکے پیشہ کے اعتبار سے پوسٹ مین تھے اور آپ بھی لا ولد فوت ہوئے

آپ کے قبر بھی بنگلانی کے قبرستان میں ہے۔

### ۴۔ مولوی احمد یار

آپ ہم بھائیوں میں چوتھے نمبر پر تھے۔ آپ کا نام ہمارے دادا جان کے نام پر رکھا گیا آپ کی پیدائش ۲ شوال ۱۳۲۵ھ اور وصال طویل عمر کے بعد ۱۲۱۲ھ ر ۱۹۹۲ء کو ہوا۔ آپ کا مزار مبارک بارکھان کے مرکزی قبرستان میں ہے۔ (آپ کے مزار پر بھی احقر کو حاضری کا موقعہ میسر آیا)۔ بارکھان کے باشندوں نے بتایا کہ آپ صوم و صلوة کی پابندی کے ساتھ ساتھ مسلک اہلسنت پر سختی سے کاربند تھے۔ آپ کے وصال تک تبلیغی جماعت اور دیگر بد مذہب جماعتیں سر نہیں اٹھا سکیں۔ لوگوں کے کہنے کے مطابق ۱۹۷۰ تک اس بستی کے لوگ کسی دوسرے بد مذہب کے نام سے بھی واقف نہ تھے صرف اور صرف اہلسنت و جماعت کا مذہب رائج تھے آج بھی بارکھان کی ۹۵ فیصد آبادی مسلک اہلسنت و جماعت ہے چند شیعہ اور چند وہابی تبلیغی لوگ اب پائے جانے لگے ہیں۔

مولوی احمد یار بھی تونسہ شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا حافظ غلام سدید الدین تونسوی (م ۱۳ شوال ۱۳۷۹ھ ر ۱۱ اپریل ۱۹۶۰ء) (۱۴) ولد صاحبزادہ محمد حامد تونسوی علیہ الرحمہ سے بیعت تھے اور ساتھ ہی خلیفہ مجاز بھی، مگر آپ نے بھی اپنے سلسلے روحانی کا آغاز نہیں فرمایا۔ آپ سے دو صاحبزادے ہوئے مولوی عامل صوفی اللہ یار چشتی اور ماسٹر محمد یار جو اسکول میں استاد ہیں ابھی حیات ہیں۔

### ۵۔ مولوی کریم بخش

آپ تمام بھائی بہنوں میں سب سے چھوٹے تھے اور ابھی ماشا اللہ حیات

ہیں۔ آپ کی پیدائش ۲۷ رجب المرجب بروز جمعہ ۱۳۳۰ھ جو ہے جس وقت مولوی قادر بخش کا انتقال ہوا آپ کی عمر ۱۱-۱۲ سال کی تھی آپ باشرع اور سادہ طبیعت انسان ہیں۔ سر پر سفید عمامہ باندھتے ہیں۔ آپ نے احقر پر بہت شفقت فرمائی اور کئی گھنٹے کی نست آپ کے ساتھ رہی جس میں آپ اپنے اسلاف اور قادر بخش علیہ الرحمہ کے متعلق باتیں بتاتے رہے۔ آپ کے پانچ صاحبزادے ہیں سب سے بڑے ماسٹر جمعہ خاں مقامی اسکول میں ٹیچر ہیں۔ ایک عبداللہ نام کے صاحبزادے معزور ہیں اور بقیہ ۳ صاحبزادے (غلام) مصطفیٰ احمد نواز اور محمد بارکھان میں مزدوری کرتے ہیں۔ اس خاندان میں پردے کا اب بھی سخت رواج ہے۔ مولوی قادر بخش کے خاندان کو بارکھان میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

## اعلیٰ حضرت سے اس خاندان کی وابستگی

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کا نام اس خاندان میں اعلیٰ حضرت بریلوی کے نام سے زیادہ مشہور ہے مولوی کریم بخش صاحب مدظلہ العالی و مولوی اللہ یار چشتی اعلیٰ حضرت کے مسلک کے پیروکار ہیں اور وہابیہ و دیگر مذہب پر سختی فرماتے ہیں اور عقائد میں اعلیٰ حضرت کی کتب کے حوالے ازبر ہیں بالخصوص مولوی اللہ یار زید مجددہ اعلیٰ حضرت کے ان اشعار کے پر تو ہیں۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے

لمحوں کی کیا موت کیجئے

غیظ میں جلد جائیں بے دینوں کے دل

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کثرت کیجئے

(حدائق بخشش)

آپ کے خاندان میں ایک روایت سینہ ب سینہ بہت مشہور چلی آرہی ہے جس کے باعث اعلیٰ حضرت کا چرچا ان کی زبانوں پر آج بھی قائم ہے، ان حضرات نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی کی بارکھان آمد کا واقعہ احقر کو سنایا اس سے قبل خطوط میں یہ مجھے لکھ کر بھیج چکے تھے۔ مولوی کریم بخش مدظلہ العالی نے اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ۔

بارکھان کے علاقے میں ایک شخص کی منگنی ایک لڑکی سے طے ہوئی۔ حسن اتفاق سے منگنی کی رسم کے بعد لڑکی کا والد (یعنی لڑکے کے ہونے والے خسر) کا انتقال ہو گیا۔ اس شخص نے منگیتری بجائے اس کی ماں (اپنی ہونے والی ساس) سے نکاح کر لیا معاملہ جب قادر قادر بخش کے پاس آیا تو آپ نے اس نکاح کو جائز قرار دیا (کیونکہ منگنی کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے) کیونکہ ابھی وہ اس کی منکوحہ نہ تھی آپ نے اس نکاح کے جواز میں فتویٰ کی شکل میں تحریر بھی لکھ کر دی۔ یہ واقعہ قاضی قادر بخش کے وصال سے ۳-۴ سال قبل کا ہے اور مولوی کریم بخش فرماتے ہیں کہ اس وقت میری عمر ۸-۹ سال کی تھی اور بڑے بھائی احمد یار مجھ سے ہوشیار تھے وہ بھی اس واقعہ کو اکثر بیان فرماتے تھے۔

قاضی قادر بخش کے اس فتوے کو ان کے ہم ایک عصر عالم دین مولوی میر خان (۱۵) نے رد فرماتے ہوئے اس نکاح کو ناجائز قرار دیا کہ ساس کے ساتھ نکاح جائز نہیں بات بڑھتے بڑھتے کمرہ عدالت پختی اور مقدمہ دائر کر دیا گیا۔

قاضی قادر بخش علیہ الرحمہ نے علماء کی طرف رجوع کیا اور ان کو اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے بارکھان چوہڑ کوٹ آنے کی دعوت بھی دی چنانچہ ۴ علمائے کرام تشریف لائے ان میں سے تین نام مندرجہ ذیل ہیں چوتھا نام مولوی کریم بخش مدظلہ العالی کو یاد نہیں آیا۔

۱۔ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

۲۔ مولوی فضل حق ڈی جی خاں

۳۔ مولوی شاہنواز چوٹی زبیریں (ڈی جی خاں)

مولوی قادر بخش صاحب نے سب سے تبادلہ خیال کیا اور جس دن عدالت میں پیشی تھی آپ وہاں پہنچے اور مولوی میرخاں کی ان کتابوں سے متعدد حوالے اپنے حق میں دئے جو کتابیں مولوی میرخاں خود اپنی تائید کے لئے اپنے ساتھ لائے تھے۔ مولوی میرخاں نے آخر کار قادر بخش کی بات تسلیم کی اپنا فتویٰ واپس لیا اور معذرت بھی کی۔ اس واقعہ سے مولوی قادر بخش کو بڑی شہرت ملی اور دوسرے اعلیٰ حضرت کی تشریف آوری سے کہ اتنے بڑے عالم ان کی حمایت میں یہاں تشریف لائے ہیں۔ روایت کے مطابق یہ تمام حضرات بعد میں کسی جلسے کے سلسلے میں لاہور پہنچے اور لاہور کے جلسے میں مولانا احمد رضا خاں کی موجودگی میں مولوی قادر بخش صاحب نے تقریر فرمائی جس کو اعلیٰ حضرت نے بہت پسند فرمایا اور اپنے جذبات کا ان الفاظ میں اظہار خیال فرمایا:-

”واقعی جنگل میں شیر ہوتے ہیں“

اس واقعہ کا کوئی قلمی ثبوت موجود نہیں ہے لیکن اس واقعہ کو ان کے خاندان میں بہت شہرت حاصل ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلی والے ہمارے ملک بارکھان چوہر کوٹ تشریف لائے تھے۔ مولوی کریم بخش صاحب نے بتایا کہ اس موقع پر اعلیٰ حضرت نے اپنے کئی رسائل بھائی کو پیش کئے تھے جو آج بھی ہمارے کتب خانے میں موجود ہیں فقیر نے ان رسائل کی زیارت بھی کی وہ مندرجہ ذیل رسائل ہیں:-

۱۔ السوء و العقاب علی المسیح الکتاب ۱۳۲۰ھ (مطالعہ کی تاریخ ۲۵

شعبان ۱۳۳۶ھ)

۲۔ ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار ۱۳۱۶ھ (مطالعہ کی تاریخ

۲۲ شعبان ۱۳۳۶ھ)

۳- ردالمفردہ ۱۳۲۰ھ (مطالعہ کی تاریخ ۲ شعبان ۱۳۳۶ھ)

۴- ایقان الاجرفی اذان القبر ۱۳۰۱ھ

۵- براق المنان بشوع المزار ۱۳۳۱ھ (مطالعہ کی تاریخ ۲۲ شعبان

۱۳۳۶ھ)

۶- لمعہ الضحیٰ فی اعفاء للخی ۱۳۱۵ھ

ان تمام رسائل کے سرورق پر مولوی قاضی قادر بخش صاحب علیہ  
الرحمتہ نے جو عبارت تحریر فرمائی ہے وہ اس طرح ہے ملکیت فقیر مولوی قادر  
بخش مصنف مولوی احمد رضا خاں مجدد مائتہ حاضرہ اول سے آخر تک مطالعہ  
کیا گیا بقلم فقیر قادر بخش عفی عنہ

(ساکن تحصیل بارکھان بلوچستان ۱۳۳۶ھ)

اس کے علاوہ بھی آپ کے کتب خانے میں جو کتب بھی موجود ہیں ان  
سب پر آپ کی دستخط موجود ہے اور جن جن کا مطالعہ کیا ہے اس پر لکھ بھی  
دیا ہے۔ کئی کتابوں پر مختصر حاشیہ آرائی بھی فرمائی ہے اور فتاویٰ ہمایونی  
مصنف مفتی عبدالغفور ہمایونی جو فارسی زبان میں ہے اس پر کئی جگہ آپ نے  
حاشیہ آرائی فرمائی ہے مثلاً فتاویٰ ہمایونی جلد اول ص ۱۷۸ کے مندرجہ ذیل  
سوال پر حاشیہ تحریر فرمایا ہے۔

سوال... اگر در شہر نرخ چیزی یکے باشد و شخصی در آن شہر از نرخ مروجہ شہر کم  
کردہ یا زیادہ کردہ آن چیزی فروشد آیا اس چہنن کردن جائز است یا نہ؟  
اس سوال پر قادر بخش کا حاشیہ ملاحظہ کیجئے

”در متفرقات کنز العباد از کافی گفتہ کہ پرہیز کن از بیع نہ عنہ کہ آن معین  
است و اختراع ربوا خوردن و در کنایہ شرح وقایہ گفتہ کہ بیع عنہ آن است  
کہ یکے از تاجرے طلب قرض کند و قرض کند و بولے رختے وہد

و بدست اوباکثر از قیمت بغروشده فتاری بر بند ۳ (ج ۲ فصل ربع ص ۱۶۱)  
 خادم العلماء فقیر قادر بخش عفی عنہ بقلم خود ۲۸ شعبان ۱۳۳۵ھ

## قلمی نوادرات

قاضی قادر بخش کی باقاعدہ کوئی تصنیف نہیں ہے البتہ آپ کے کتب خانے میں موجود کتابوں کو دیکھ کر یہ معلوم ہوا کہ جگہ جگہ مختصر حاشیہ لکھے ہیں جیسا کہ فتاویٰ ہمایوں کے ایک صفحہ کا حاشیہ اور پر لکھا گیا ہے اکثر و بیشتر حواشی آپ نے فارسی زبان میں تحریر کئے ہیں۔ آپ کے ہاتھ سے نقل کی ہوئی کئی عربی فارسی کتب کے نسخے بھی ملے ہیں جن کو آپ شوقاً تحریر فرماتے تھے یا ممکن ہے کہ وہ کتاب ان کے کتب خانہ میں موجود نہ ہو اس کو نقل فرمالتے ہوں۔

مولوی اللہ یار زید مجدہ نے ایک مجلد کتاب احقر کو مطالعہ کے لئے دی جس میں کئی موضوعات پر چھوٹے بڑے رسائل خود ان کی تحریر میں نقل کئے ہوئے موجود ہیں اور بعض دیگر رسائل کسی کاتب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے بھی ہیں۔ ان ہی رسائل کے ساتھ قرآن پاک کی فارسی زبان میں تفسیر بھی موجود ہے جو بقول مولوی اللہ یار صاحب یہ چچا مولوی قادر بخش قدس سرہ العزیز کی لکھی ہوئی تفسیر ہے اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

یہ تفسیر سورہ نوح کی ۱۲ویں آیت سے شروع ہو کر سورہ اخلاص تک موجود ہے آخری دو سورتوں کی تفسیر موجود نہیں ہے اور بقیہ سورہ نوح سے قبل کی تفسیر بھی نہیں ہے سرورق بھی موجود نہیں ہے اور یہ بھی کاتب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے کیونکہ اس کا خط مولوی قادر بخش کے خط سے مختلف ہے اس لئے فقیر کے خیال میں یہ تفسیر اس وقت تک مولوی قادر بخش کی

طرف منسوب نہیں کی جاسکتی جب تک کوئی واضح دلیل موجود نہ ہو۔ احقر کے خیال میں جس طرح اور بہت سی کتابیں ان کے کتب خانے میں نقل کی صورت میں موجود ہیں ممکن ہے اسی طرح یہ بھی کسی تفسیر کی نقل ہو، لیکن مولوی اللہ یار اپنے خاندان کی روایت کے مطابق اسکو چچا قاضی قادر بخش کی طرف ہی نسبت کرتے ہیں۔ اس کے ایک صفحہ کا عکس آخر میں دیا جا رہا ہے۔

قاضی قادر بخش صاحب کے ہاتھ سے لکھے ہوئے جمعہ و عیدین کے خطبے بھی ملے جس کو انہوں نے نقل فرمایا اور یہ خطبات مولوی غلام رسول ولد خدا بخش کے ہیں ان خطبوں کا فارسی ترجمہ بھی ساتھ ساتھ قاضی قادر بخش کی تحریر میں موجود ہے آپ کے کتب خانے میں کئی کاغذ ایسے ملے جن پر مثنوی مولانا روم علیہ الرحمہ کے اشعار تحریر تھے اور یہ تمام قاضی قادر بخش کے ہاتھ کی تحریر ہے اور ان کے دستخط بھی جگہ جگہ موجود ہیں ایسا لگتا ہے کہ آپ مثنوی مولانا روم کا زبان پر اکثر ورد رکھتے تھے کیونکہ جگہ جگہ مختلف کتابوں پر بھی مولانا روم کی ابیات قادر بخش صاحب کے دستخط کے ساتھ تحریر ہیں۔

آپ کی تحریروں میں صرف ایک فتویٰ آپ کے کتب خانے سے حاصل ہوا جو فارسی زبان میں ہے اور یہ فتویٰ دودھ کے رشتوں میں نکاح سے متعلق ہے اس کا عکس بھی آخر میں دیا گیا ہے آپ نے یہ فتویٰ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ میں لکھا تھا اور اس پر دستخط کے ساتھ یہ عبارت موجود ہے۔

خادم العلماء فقیر قادر بخش عفی عنہ

متوطن بھلائی متعلقہ تونسہ فی الحال ساکن

چوہڑ کوٹ بارکھان بقلم خود

آپ کے خطوط میں سے بھی چند خط کتب خانے میں موجود ہیں جو آپ

نے مختلف علما کو تحریر فرمائے تھے

۱۔ خط بنام محمد بخش قاضی و مفتی چوٹی زبیریں (ڈی جی خاں)

۲۔ خط بنام مولوی سردار محمد حسین

۳۔ خط بنام مولوی محمد ناصر الدین

ان خطوط کے علاوہ ایک خط لاہور شہر سے کسی عالم کا آپ کے نام موجود ہے ایک اور خط خانقاہ تونسہ شریف کے سجادہ نشین صاحبزادہ محمد حامد تونسوی کا قاضی صاحب کے والد قاضی محمد یار کے نام موجود ہے۔

فقیر نے جب استفسار کیا کہ اعلیٰ حضرت کا کوئی خط آپ حضرات کے پاس ہے تو فرمایا، کئی خطوط تھے لیکن تونسہ شریف کے سجادگان نہ صرف یہ خطوط بلکہ ہمارے خاندان کے کئی نوادرات قاضی قادر بخش کے وصال کے بعد اپنے ساتھ لے گئے اور پیرخانے کے باعث ہم نے دوبارہ طلب نہیں کئے۔

مولوی قاضی قادر بخش کے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز سے تعلقات کب قائم ہوئے اس کا صحیح تعین تو نہیں کیا جاسکتا البتہ خاندانی روایت کی مطابق آپ یہاں ۱۳۳۶ھ میں تشریف لائے تھے تو یقیناً اس سے قبل تعلقات قائم ہوئے ہوں گے۔ مولوی قاضی قادر بخش علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت کو مجددین و ملت تسلیم کرتے تھے جس کا ثبوت ان کی ان تحریروں میں ہے جو انہوں نے اعلیٰ حضرت کی کتب و رسائل پر اپنے قلم سے تحریر کی ہیں جس میں آپ کو ”مجدد مائتہ حاضرہ“ لکھا ہے قاضی قادر بخش صاحب نے تعلقات قائم ہونے کے بعد ۳ دفعہ مختلف مسائل میں اعلیٰ حضرت کی طرف رجوع فرمایا تھا سب سے پہلی تحریر جو استفتاء کی صورت میں آپ نے اعلیٰ حضرت کو بریلی روانہ فرمائی وہ ۲۱ محرم ۱۳۳۷ھ میں ارسال تھی جو استفتاء اردو زبان میں ہے اس کے بعد ۱۴ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ میں آپ نے مختلف

محافل میں ۸ عدد استفتاء ایک ساتھ روانہ کیئے اور آخری استفتاء آپ نے ۵ ربیع الاخر ۱۳۳۸ھ میں روانہ کیا تھا ان تمام استفتاء میں آپ نے یہ عبارت تحریر فرمائی۔

”از چوہڑ کوٹ بارکھان ملک بلوچستان مرسلہ قادر بخش“

ان استفتاء کو فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں میں دیکھا جاسکتا ہے جس کی تفصیل یوں ہے۔

- ۱۔ فتاویٰ رضویہ جلد دوم ص ۱۵۵
- ۲۔ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۶۰۱
- ۳۔ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۶۲۲
- ۴۔ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۱۱۶
- ۵۔ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم حصہ اول ص ۷۰
- ۶۔ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم حصہ پنجم ص ۳۶۶
- ۷۔ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم ص ۹۹
- ۸۔ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم ص ۳۱۹
- ۹۔ فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۶۶
- ۱۰۔ فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۱۵۵

ان تمام استفتاء کا عکس آخر میں ملاحظہ کیجئے

مولوی قادر بخش علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا کے وصال کے بعد بھی بریلی شریف کے مرکزی دارالافتاء سے رابطہ قائم رکھا تھا۔ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد کئی سال تک بریلی شریف کے اس مرکزی دارالافتاء سے امام احمد رضا کے صاحبزادہ گان کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت کے خلیفہ اجل حضرت مولانا مفتی حکیم محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (۱۱) (م) - ۱۳۶۷ھ ر (۱۹۲۸ء) فتاویٰ نویسی فرماتے رہے۔ مولوی قاضی قادر بخش کے دو استفتاء امام

احمد رضا علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد مولوی حکیم مفتی امجد علی اعظمی کے نام بریلی شریف پہنچے یہ دونوں استفتاء قاضی صاحب نے وصال سے ۶ ماہ قبل روانہ کئے تھے یہ دونوں استفتاء بھی فارسی زبان میں ہیں ان کے عکس بھی ملاحظہ کیجئے جو فتاویٰ امجدیہ کی تیسری جلد کے صفحہ ۲۷۰ اور صفحہ ۳۲۵ پر درج ہیں۔ (۱۷)

بلوچستان صوبہ سے بارکھان کے علاوہ فورٹ سنڈے من سے مولوی مستری احمد الدین نے ۱۳۳۶ھ میں ایک استفتاء بریلی شریف بھیجا تھا اور مولوی عبدالرشید نے بلوچستان کے علاقے خضدار کی بستی سے ایک استفتاء بریلی روانہ کیا تھا۔ افسوس کے ان دو حضرات کے کوائف اور حالات ہنوز ابھی تک حاصل نہیں ہو سکے۔

فورٹ سنڈیمین کا علاقہ صوبہ بلوچستان کے عین شمال میں واقع ہے اور صوبہ سرحد کے جنوبی علاقے وزیرستان سے ۱۰۰ کلومیٹر جنوب میں واقع ہے۔ یہ پہاڑی علاقہ کوہ سلیمانہ کا شمالی پہاڑی سلسلہ ہے اس دور دراز علاقے سے مولوی مستری احمد الدین نے ایک استفتاء ۳۰ جمادی الاول ۱۳۳۶ھ میں بھیجا۔ استفتاء سے قبل چند سوالات ہیں جن کا جواب ایک دیوبندی عالم مولوی سید بادشاہ ابن مولوی سید محمد صدیق اخونزادہ نے دیا ہے ان جوابات کی روشنی میں احمد الدین نے سوال یہ اٹھایا ہے کہ کیا ایسے عقائد رکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور اگر کوئی دیوبندی عالم ہو اور اس قسم کے اس کے خیالات ہوں جو اس کے جواب میں ظاہر ہیں تو آیا اس کو مسجد کا امام بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اس کا اعلیٰ حضرت نے جواب یہ دیا ہے کہ ان عقائد والوں کو علمائے حرمین طہین کافر قرار دے چکے ہیں لہذا ان کو ہرگز امام نہ بنایا جائے۔ اس فتوے کا مکمل عکس بھی ملاحظہ کیجئے۔ (۱۸)

اس فتوے سے ظاہر ہوتا ہے کہ احمد الدین جس علاقے سے تعلق

رکھتے ہیں اس علاقے میں یہ دیوبندیوں اور وہابیت کانیا معاہدہ پیش آیا تھا وہابی دیوبندی عالم وہاں پہنچ کر عوام الناس کے عقائد کے خلاف گفتگو کر رہے ہوں گے اس لئے یہ استفتاء بھیجا گیا کہ آیا ایسے شخص کو امام بھی رکھا جائے یا نہیں۔ تاریخی تو اتر سے پتہ چلتا ہے کہ اس علاقہ کے مسلمان صدیوں سے اہلسنت و جماعت کے عقیدوں پر کاربند تھے لیکن ان پختون علاقوں میں جب اس قسم کی ملاوٹ ہونے لگی تو وہاں کے علماء ان کی منافقت کو نہیں پہچان سکے اور جب مطلع دھندلہ نظر آیا تو انہوں نے علماء سے استفتاء کیا اعلیٰ حضرت کی ذات اس وقت چونکہ تمام عالم کے لئے مرجع خلاق تھی اس لئے آپ سے ان لوگوں کے متعلق حرف آخر طلب کیا گیا اور مسلمانوں کو ان کے فریب سے بچانے کی کوشش کی گئی آج بھی ضرورت اس بات کی ہے کہ امام احمد رضا جو خود پختون نسل (۱۹) سے ہیں ان کا اور ان کی تعلیم یعنی محبت رسول کا تعارف صوبہ سرحد اور بلوچستان میں عام کیا جائے تاکہ یہاں کے مقامی باشندے اپنے اصل مذہب کی طرف رجوع لائیں جو آج سے ۱۰۰ سال قبل ان کا تھا۔

بلوچستان کے پہاڑی سلسلہ کیرتھر میں کراچی اور کوئٹہ کے بالکل درمیان میں ایک مقام خضدار ہے جو سطح سمندر سے تقریباً ۲۰۰۰ فٹ بلند ہے اس علاقے سے مولوی عبدالرشید صاحب نے اذان اور امامت سے متعلق ایک استفتاء بریلی شریف معلومات حاصل کرنے کے لئے بھیجا تھا یہ استفتاء ۱۳۳۶ھ کا ہے اور فتاویٰ رضویہ کی جلد دوم ص ۲۱۹ پر درج ہے اس کا عکس ملاحظہ کیجئے۔ (۲۰)

## حواشی اور حوالے

(۲۰)

(۱).... مولانا محمد ظفر الدین قادری بہاری ”حیات اعلیٰ حضرت“ جلد اول صفحہ  
(۲).... امام احمد رضا خاں بریلوی نے ۱۳۲۰ھ میں ایک کمیشن کو جواب دیتے  
ہوئے اپنے خاندان کی دارالافتاء کی خدمات کے متعلق ان الفاظ میں اظہار  
فرمایا:-

”میں آباو اجداد سے علوم دین کا خادم ہوں۔ چوتھتر۔ (۷۴) سال سے میرے  
یہاں سے فتاویٰ جاری ہے تمام ہندوستان اور کشمیر اور برما سے مسائل کے  
سوالات آتے ہیں۔ ابھی چین سے چودہ (۱۴) مسئلے دریافت کئے ہیں چنانچہ  
لفافہ مرسلہ چین داخل کرتا ہوں۔“

(امام احمد رضا ”اظہار الحق الجلی“ ۱۳۲۰ھ ص ۸ مطبوعہ انڈیا)

اس بیان کے مطابق آپ کے خاندان میں دارالافتاء کی بنیاد ۱۲۴۶ھ ہی بنتی  
ہے مگر اپنے وصال سے قبل وصایا شریف میں یوں فرماتے ہیں۔  
اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے کرم سے اس گھر سے فتوے نکلتے ہوئے ۹۰  
برس سے زائد ہو گئے ہیں

(وصایا شریف ۱۳۴۰ھ از مولانا حسنین رضا ص ۱۹ مطبوعہ انڈیا)

اس سے سنہ ہجری ۱۲۵۰ بنتا ہے مگر چونکہ فرمایا زائد اور اس وقت صدی  
مکمل نہیں ہوئی تھی اس لئے ۹۰ سے زائد فرمادیا۔ (مجید)

(۳).... مولانا حسنین رضا خاں بریلوی ”وصایا شریف“ ص ۱۹ مطبوعہ انڈیا

(۴).... مولانا مفتی محمد رضا خاں بریلوی ابن مولانا مفتی محمد تقی علی خاں  
قادری بریلوی کا اصل نام محمد عبدالرحمن تھا مگر عرف میں اپنے جد امجد کا نام  
رضا استعمال کیا اور محمد رضا کے نام سے مشہور ہوئے جبکہ گھر میں ننھے میاں  
پکارے جاتے تھے۔ ننھے میاں کے نام سے متعدد استفتاء بنام اعلیٰ حضرت  
فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں میں موجود اور اعلیٰ حضرت کے کئی رسائل اور

فتاویٰ پر آپ کی ہر تصدیق بھی موجود ہے آپ کی ہر تصدیق ملاحظہ کیجئے۔

”محمد رضا خاں قادری“

محمد عبدالرحمن عرف

ایک زبانی روایت کے مطابق جسکے راوی مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۳۰۸ھ / ۱۹۸۸ء) اور حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی (ستازہ امتیاز) علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۳۱۷ھ / ۱۹۹۷ء) ہیں، ننھے میاں (اعلیٰ حضرت کے سب سے چھوٹے بھائی) افتاء میں علم الفرائض میں سب سے زیادہ ماہر تھے اعلیٰ حضرت کے پاس اگر وقت نہ ہوتا اور علم الفرائض کا کوئی فتویٰ آتا تو اعلیٰ حضرت آپ کی طرف بھیج دیتے۔ اسی قسم کی روایت صاحبزادہ وجاہت رسول قادری اپنے والد ماجد حضرت مولانا وزارت رسول قادری الحامدی علیہ الرحمہ سے بھی بیان کرتے ہیں۔ (مجید)

(۵).... مولانا مفتی حامد رضا خاں قادری بریلوی کے فتاویٰ کتابی شکل میں محفوظ نہیں ہو سکے مگر آپ کی ہر تصدیق اعلیٰ حضرت کے کئی رسائل اور فتاویٰ پر موجود ہے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ قادیانیوں کے خلاف کفر کا فتاویٰ اس خاندان سے سب سے پہلے آپ نے دیا تھا آپ کا یہ فتویٰ بنام ”الصارم الربانی علی اسراف القادیانی“ شائع ہوا۔

یہ آپ نے یہ رسالہ ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۶ء میں تالیف فرمایا تھا جبکہ ابھی یہ فتنہ سر اٹھا رہا تھا اس سے قبل کا کسی عالم کا فتویٰ قادیانیوں کے کفر سے متعلق احقر کی نظر سے نہیں گزرا

(۶).... حضرت مولانا سیدی مرشدی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری المعروف بہ مفتی اعظم نے تقریباً ۷۵ برس فتویٰ نویسی فرمائی ہے یعنی ۱۳۲۸ تا ۱۳۰۲ھ / ۱۹۰۹ء تا ۱۹۸۱ء۔ آپ کے فتاویٰ کے صرف ایک مجموعہ شائع ہوا ہے جس میں کل ۲۵ فتوے شامل کئے گئے ہیں جبکہ آپ نے تقریباً پون صدی

فتویٰ نویسی فرمائی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ کے فتویٰ کو جلد از جلد شائع کیا جائے تاکہ مسلمان اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔ آپ سے سوال پوچھنے والوں میں ہند کے علاوہ پاکستان کے مختلف خطوں سے تعلق رکھنے والے حضرات شامل ہیں مثلاً ”فتاویٰ مصطفویہ“ جلد اول (کتاب الایمان) میں ڈیرہ غازی خان سے حافظ محمد حبیب اللہ (صفحہ ۷۶) ’ گجرات سے مولوی عبدالغفور چشتی (ص ۸۰) مری پنجاب سے مولوی عبدالرحمن (ص ۱۳۸) وغیرہ کے استفتاء اس جلد میں شائع کئے گئے ہیں۔ اسی جلد میں مولوی شمس الحسن شمس بریلوی (م ۱۹۹۷) کا ایک استفتاء (۱۳۵۷ھ) ص ۱۲۱ پر شامل ہے۔ (مجید)

(۷) ڈاکٹر مجید اللہ قادری ”امام احمد رضا اور علمائے سندھ“ ص ۱۱ مطبوعہ کراچی

(۸).... مولانا محمد ظفر الدین قادری بہاری ”۱۳ ویں صدی کے مجدد“ ص ۶۵ مطبوعہ کراچی

(۹).... بارکھان صوبہ بلوچستان کی تحصیل اور ضلعی ہیڈ کوارٹر بھی ہے یہ علاقہ ڈیرہ غازی خان سے ۱۵۰ کلو میٹر مغرب میں واقع ہے۔ یہ بستی چاروں طرف سے اونچے اونچے پہاڑوں سے گھری ہوئی ہے جس کی اونچائی ۳ تا ۴ ہزار فٹ بلند ہے۔ یہ تمام پہاڑ خشک ہیں کہیں کہیں تھوڑی ہریالی ہے۔ یہاں قوم کھتران آباد ہے اور زبان کھترانی یا سرائیکی بولی جاتی ہے۔ اردو زبان تقریباً تمام لوگ سمجھتے اور بولتے ہیں بارکھان سے کھلو جاتے ہوئے چوہڑ کوٹ کی بستی (جواب تقریباً ویران ہے) ۴ کلو میر کے فاصلے پر واقع ہے جہاں قادر بخش کے والد آکر آباد ہوئے تھے اور قادر بخش صاحب کا قیام بھی چوہڑ کوٹ ہی رہا اور یہیں ان کا مزار بھی ہے۔

(۱۰).... پروفیسر محمد بخش قمر صاحب گورنمنٹ کالج کوئٹہ میں شعبہ اسلامیات

کے استاد ہیں۔ آپ نے سکھر ڈھرکی کی مشہور و معروف خانقاہ بھرچونڈی شریف کے بانی حضرت حافظ ملت مولانا حافظ محمد صدیق صاحب علیہ الرحمہ (م ۱۳۰۸ھ) کی شخصیت و خدمات کے موضوع پر Ph.D کا مقالہ تیار کر کے سندھ یونیورسٹی جامشورو میں ڈگری کے حصول کے لئے پیش کر دیا ہے۔

(۱۱)..... حاجی کریم داد ولد غلام رسول صاحب مرحوم بارکھان کے علاقے ”سومن“ میں ۱۹۳۴ء میں پیدا ہوئے ایم اے اردو اور B.Ed کرنے کے بعد محکمہ تعلیم میں بحیثیت استاد منسلک ہو گئے اور ترقی پاتے ہوئے ہیڈ ماسٹر کے عہدے پر فائز ہوئے آپ مزید ترقی کرتے ہوئے محکمہ تعلیم بلوچستان کے جوائنٹ ڈائریکٹر مقرر ہوئے اور اسی منصب پر ۱۹۹۴ء میں ریٹائر ہوئے۔ آپ نے بلوچستان کے دور دراز علاقوں میں تدریسی خدمت انجام دی ہے آپ سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ سید کمال الدین آغا نقشبندی (المتوفی ۱۹۸۱ء) سے کوئٹہ میں ۱۹۵۰ء میں بیعت ہوئے تھے۔ یہ بزرگ ذاکر شریف قندھار سے تشریف لاتے تھے۔ حاجی کریم داد صاحب ریٹائر منٹ کے بعد بارکھان میں مستقل آباد ہیں۔ باشرع، منسار خوش مزاج انسان ہیں۔ بزرگوں سے بہت محبت فرماتے ہیں۔ راقم کے ساتھ بہت شفقت سے پیش آئے اور اپنے دولت کدہ پر احقر کو کھانے پر بھی مدعو کیا اور کئی مسائل پر حاجی صاحب نے گفتگو فرمائی۔ احقر کو دوبارہ بارکھان کی دعوت بھی دی۔ (مجید)

(۱۲).... مولوی عامل اللہ یار ابن قاضی مولوی احمد یار ان دنوں ضلع تحصیل بارکھان میں اپنے خاندان کے ساتھ آباد ہیں۔ مولوی اللہ یار زید مجددہ نوجوان ہیں اور خاندانی معاملات آپ ہی کے ذمہ ہے۔ دینی تعلیم اپنے والد مولوی احمد یار سے حاصل کی پیشہ کے لحاظ سے ٹیلر ماسٹر ہے جب کہ آپ کے بھائی اسکول ٹیچر ہیں۔ آپ نے اپنے بزرگوں کے کتابوں کو بہت سنبھال کر رکھا ہے۔ خود فارسی اور اردو پڑھ لیتے ہیں مسلک میں بہت زیادہ سخت ہیں

اور بد مذہب لوگوں سے برابر مناظرے کرتے رہتے ہیں آپ کے دم سے بارکھان میں ۹۰ فیصد سنیت قائم ہے اور تمام مساجد میں اہلسنت و جماعت کے علماء خطیب و امام ہیں۔ آپ خود بھی بارکھان کی ایک جامع مسجد میں جمعہ کی خطابت و امامت فرماتے ہیں۔

(۱۳).... حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی ابن حضرت خواجہ گل تونسوی ابن بانئ خانقاہ تونسہ شریف حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی (المتوفی ۷ صفر المظفر ۱۲۶۷ھ ۱۳ دسمبر ۱۸۵۰ء) ۱۲۲۱ھ / ۱۸۲۶ء تونسہ شریف میں پیدا ہوئے تمام تربیت اپنے جد امجد سے حاصل کی والد صاحب کا جلد ہی انتقال ہو گیا اس لئے آپ کو جد امجد کی تمام توجہ حاصل رہی یہاں تک کہ جد امجد کے وصال کے بعد آپ ہی تونسہ شریف کے سجادہ نشین قرار پائے۔ حضرت پیر مر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز نے آپ کے متعلق فرمایا!

”خواجہ اللہ بخش صاحب کی نظر میں اہل دنیا کی ذرہ برابر وقعت نہ تھی آپ بے حد غریب نواز تھے دنیا داروں کو بہت حقیر جانتے تھے۔ خواجہ اللہ بخش جیسا کوئی فقیر دیکھنے میں نہیں آیا“

خواجہ اللہ بخش کے تین صاحبزادے تھے ایک کا وصال آپ کی زندگی میں ہی ہو گیا جن کا نام حافظ احمد تونسوی تھا۔ خواجہ اللہ بخش کے وصال کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے حافظ محمد موسیٰ (م ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۶ء) سجادہ نشین ہوئے ان کے بعد حافظ محمد موسیٰ کے صاحبزادے محمد حامد تونسوی (م۔ ۱۹۱۳ھ / ۱۹۶۰ء) سجادہ بنے پھر آپ کے بیٹے حافظ سرید الدین (م۔ ۱۳۷۹ھ / ۱۹۶۰ء) زیب سجادہ رہے اور آپ چونکہ لاولد تھے اس لئے ان کے بعد ان کے حقیقی بھائی خواجہ خان محمد (م ۱۹۷۹ء) نے سلسلے کو آگے بڑھایا اور آج کل تونسہ شریف میں خواجہ عطا اللہ صاحب مسند سلیمانہ پر سجادہ نشین ہیں۔

خواجہ اللہ بخش کا وصال ۲۹ جماد الاول ۱۳۱۹ھ / ۳۱ ستمبر ۱۹۰۱ء) کو ہوا ان کے

ہزاروں مریدوں میں ایک معروف نام مولوی عبدالحق خیر آبادی کا بھی ہے۔  
 مولوی عبدالحق کے والد ماجد مولوی فضل حق خیر آبادی نے بھی خواجہ اللہ  
 بخش سے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی کتاب فصوص الحکم کا درس پڑھا تھا۔  
 (پروفیسر خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ حیثیت صفحہ ۲۳۵-۲۳۴، مطبوعہ  
 اسلام آباد)

(۱۴).... پروفیسر خلیق احمد نظامی ”تاریخ مشائخ چشت“ ص ۲۴۰ مطبوعہ اسلام  
 آباد

(۱۵).... مولوی میر خاں ناہر کوٹ بستی کہ معروف عالم دین تھے۔ یہ بستی چوہڑ  
 کوٹ سے ۳۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے آپ اکثر چوہڑ کوٹ آتے جاتے  
 تھے اور قیام بھی فرماتے۔ آپ کا وصال ۱۹۴۳ھ / ۱۹۴۴ء میں ہوا اور آبائی  
 گاؤں ناہر کوٹ میں مدفون ہوئے۔

(بروایت حاجی کریم داد ساکن بارکھان بلوچستان)  
 (۱۶).... مولانا مفتی حکیم محمد امجد علی ابن مولانا حکیم جمال الدین ابن  
 مولانا خدا بخش (المتوفی ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) نے دورہ حدیث مدرسہ الحدیث  
 پہلی بھیت میں: محدث وقت حضرت وصی احمد محدث سورتی (م ۱۹۱۶ء) میں  
 مکمل کیا۔ آپ نے اعلیٰ حضرت سے بیعت و خلافت حاصل فرمائی اور آپ  
 کے مدرسہ منظر اسلام سے منسلک ہو گئے ۱۹۱۱ تا ۱۹۲۵ء تک اس مدرسہ اور  
 دارالافتاء سے منسلک رہے۔ اعلیٰ حضرت نے آپ کی صلاحیتوں کی بنا پر صدر  
 الشریعتہ کا خطاب بھی عطا فرمایا تھا۔ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد آپ  
 ۳-۵ سال تک اس مرکزی دارالافتاء میں مفتی اعظم کی حیثیت سے فتویٰ  
 نویسی کی خدمت انجام دیتے رہے اس کے بعد ہند کے مختلف مدارس میں  
 مفتی اور صدر المدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ اعلیٰ  
 حضرت کے وصال کے بعد آپ کے پاس بھی ہند اور موجود پاکستان کے

دور دراز علاقوں سے استفتاء آتے رہے۔ چند مستفتیوں کے نام ملاحظہ ہوں ان میں اپنے وقت کے مستند علماء و مفتیان کرام شامل ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد آپ کی شخصیت مرجع علماء بن گئی تھی۔ اس لئے علماء اور مفتیان آپ پر اعتماد فرماتے تھے :-

۱.... مولانا سراج احمد بہاولپوری (م ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲) فتاویٰ امجدیہ جلد دوم ص

۱۳۸ جلد سوم ص - ۳۷۴)

۲.... مولانا ظہور الحسن درس کراچی - (م ۱۳۹۲ھ / ۱۹۸۲ء) فتاویٰ امجدیہ جلد

دوم ص ۱۲۷ (جلد سوم ص ۱۳۹ / ۱۴۲)

۳.... مولوی عبدالرحیم بھرچونڈی شریف فتاویٰ امجدیہ جلد دوم ص ۱۹۹

۴.... مولوی قاضی قادر بخش بنگلانی بارکھان جلد سوم ص ۲۷۰ / ۳۲۵

۵.... خواجہ غلام سدید الدین تونسوی (ڈی جی خاں) جلد ۳ ص ۲۹۹

۶.... سید اکبر شاہ قصابان مسجد سولجری بازار کراچی جلد سوم ص ۳۵۳

۷.... صوفی احمد الدین لاہور جلد سوم ص ۲۶۳

۸.... خلیفہ عزیز الدین لاہور جلد سوم ص ۱۵۵

(۱۷) مولانا حکیم امجد علی اعظمی "فتاویٰ امجدیہ" جلد سوم مطبوعہ انڈیا

(۱۸) امام احمد رضا خاں بریلوی "فتاویٰ رضویہ" جلد نمبر نہم صفحہ ۱۸ مطبوعہ

کراچی

(۱۹) محمد اکبر اعوان "شاہ احمد رضا خاں بڑیچ افغانی" ص ۳۵ مطبوعہ کراچی

(۲۰) امام احمد رضا خاں بریلوی "فتاویٰ رضویہ" جلد دوم ص ۳۱۹ مطبوعہ

کراچی

مسئلہ ۲۳۵ - از چوہر کوٹ بارکھان ملک بلوچستان مرسلہ قادری بخش صاحب ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ

چہ میفرمایند علمائے دین دریں مسئلہ کہ شخصے را عادت است کہ چوٹی ذکر اومی شپلد بر سر آں بول بر آید و می ایستد رواں مئی گردد اگر نمی شپلد بر سر آں بول نمودار نشود آیا دریں صورت وضو اش شکستہ شود یا نہ اگر دریں حالت وضو بشکند آیا صاحب عذر شود یا نہ یا حکم است کہ او نہ شپلد و نہ وسواس کند ہر گاہ کہ بول آید وضو بکند ہر چہ بگنجد بفرمایند اگر ایں عادت بود و او وضو نمی کرد نماز ہا خواندہ است آیا جملہ نماز ہا باز گرداند یا معاف است بسبب عادت حرج بسیار ازین سوال بے ادبی معاف فرمایند۔

**الجواب** - کمیتراً آنکہ برب عضو بر نیاید وضو بجائے خود است نماز ہا کہ ایں پیمانہ گزاردہ است بے خلل است فشردن عضو پس از بول سنت پیش نیست اگر میداند کہ ہر بار کہ می فشرد چیزے بر می آید و منقطع نمی شود و اگر فشرد بر نیاید نگاہ اورا فشردن بکارت نیست پیمانہ وضو کردہ نماز گزارد و دوسومہ را بدل راہ نہ دہد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عکس فتاویٰ رضویہ جلد دوم صفحہ ۱۵۵

مسئلہ - از چوہر کوٹ بارکھان ملک بلوچستان ۲۱ محرم ۱۳۳۶ھ  
مجموعہ فتاویٰ عبدالحی ۵۵ و مجموعہ فتاویٰ ہمایونی تصنیف مولانا مفتی عبدالغفور صاحب نے چارہائی والے مسئلہ مسجد میں جواز کھانے  
وہ حدیث پیش کرتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعتکاف کے موقع میں سر پر ہونے تھے۔

**الجواب**  
حدیث قوی اور نقلی جب متعارض ہوں تو عمل حدیث قوی پر ہے ان المسجد لمرتین لہذا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذنت پر  
ہ از مسجد الحرام شریف میں داخل ہوئے اور یہ ہیں کہبہ منظر کا طمان فرمایا سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے خون ان کے زخموں سے  
جاری تھا ان کے لیے مسجد اقدس میں خیمہ نصب فرمایا کہ قریب سے عیادت فرمائیں کہ سوا مسجد شریف کے کوئی مکان نشست کا حضور اقدس  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس نہ تھا کیا ان احادیث سے استناد کر کے کوئی ایسی جرات کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عکس فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۶۰۱

مسئلہ - از چوہر کوٹ بارکھان ملک بلوچستان مرسلہ قادری بخش صاحب ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ  
چو می فرمایند علمائے دین میں مسئلہ کہ وہ سجدہ ہو سلام بہر دو جانب گوید یا یکے جانب اگر امام باشد یا مفرد بکدام روایت فتویٰ است۔

**الجواب**  
سلام ہمیں جانب راستہ دہد امام باشد خواہ مفرد یا سجدہ کہ گفتہ اند کہ اگر سلام دیگر دہد سجدہ سوسا قط شود و نہ کار گردد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عکس فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۶۴۴

مسئلہ ۹۸: از جوہر کوٹ بارکھانہ ملک بلوچستان، مسئلہ قادر بخش صاحب، ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسافروں راعادت است کہ در سفر بیزندہ ہانا دفن یکندہ ولیکن امان یکندہ بعد از  
دت مقررہ از پنجابیرودن کمانیدہ از مشرق بہ مغرب داز شمال بجنوب دعلی الیکس می بزند آیا این فعل جائز است یا ناجائز.

### الجواب

این حرام است۔ بعد از دفن کشودن حلال نیت۔ و نقل بسنت بیدہ نیز روایت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عکس فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۱۱۶

مسئلہ از جوہر کوٹ، یارکھانہ ملک بلوچستان، مسئلہ قادر بخش صاحب، ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ  
چہ می فرمایند علمائے دین دریں مسائل کہ (۱) اگر زن بیوہ شود دویم بار نکاح کردن لازم است یا میخواید کہ  
من نکاح نمیکنم کہ میگوید کہ بنشینم رواست یا نہ خواہ جوان باشد یا در میان سالہ باشد یا پیرزن بود ہر چہ حکم  
شریح باشد تخمہ فرمایند (۲) چون پدر بزرنگی خود دختر را بکودکے در عتق نکاح آورد کہ صغیرست در خانہ خود  
دختر نشستہ ست نفس ایجاب و قبول کردہ پدرش بمرد دختر او دوسہ سال منقضی گردید کہ بالغہ است و  
کودک تا حال زور د آیا شرعاً اکنون بر برادران گناہست یا نہ یا عوالہ آل خورد بکنندہ این چنین کار برائے پدر مرحوم  
چگونہ باشد و چہ گناہ۔

### الجواب

(۱) پیرزن را خود جبر بر نکاح نتواند و جوان نیز اگر بنفس خود اطمینان دارد و اتباع رسم باطل ہنود نمی کند از قید نکاح  
دیگر آزادماندنش می رسد کما دل علیہ حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ویناہ فی اطابب التھانی آری اگر بر خود  
اطمینان ندارد نکاح واجبست واللہ تعالیٰ اعلم (۲) قاصرہ را نکاحیکہ پدر کرد نسخ نتوان نمود گو با غیر کنو و بغین  
فاحش در مہرباش صبی اگر مہربان شدہ زنش سایخواہ با د سپردن لازمست واللہ تعالیٰ اعلم۔

عکس فتاویٰ رضویہ جلد پنجم حصہ اول صفحہ ۷۰

مسئلہ ۱- از جوہر کوٹ بارکھانہ ملک بلوچستان، مسئلہ قادر بخش صاحب، ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی نذر کرد کہ فلاں حاجت من بر آید بارواح فلاں  
مشائخ برائے اللہ فلاں زرگاؤ یا گو سفند خواہم کشت یا بد ہم چوں حاجت او بر آید انکوں گوید کہ آں زرگاؤ کہ نذر کردیم  
برگیر گو سفنداں بدل کردہ خیرات کنم آیا منذورہ زرگاؤ و بعض دیگر گو سفند بدل کردن جائزست یا خود آں زرگاؤ  
را خیرات بکند۔

الجواب:- نذر کہ بر جائز معین واقع شد تبدیلیش رویت قال تعالیٰ ولینفونذوہم واللہ تعالیٰ اعلم

عکس فتاویٰ رضویہ جلد پنجم حصہ پنجم صفحہ ۳۶۶

**مسئلہ** :- از چوہر کوٹ بارکھان ملک بلوچستان مرسلہ قادرنخشا صاحب ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ء  
چہ فرمایند علمائے دین دریں مسئلہ کہ نرخ بازار سے پوٹنی روپیہ است اکنون شیعہ بیعادات سے ۱۰ یا زیادہ کم از نرخ بازار دہشتہ فی روپیہ فروخت  
یکے یا اجازت یا کر دہ۔

**الجواب** :- باز است واللہ تعالیٰ اعلم۔  
عکس فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم صفحہ ۹۹

**مسئلہ** - از چوہر کوٹ بارکھان ملک بلوچستان، مرسلہ قادرنخشا صاحب ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ء  
چہ فرمایند علمائے دین دریں مسائل :-

(۱) حکم ذبح فوق العقده نوشتہ شدہ بمن رسید، لیکن جناب اعلیٰ حضرت فیصلہ پانہ کردہ، ہمیں اختلاف دریں  
ملک بسیار است، کسے می گوید کہ ہر چار رگ بریدہ شود، کسے می گوید کہ نہ، براہ کرم مولانا صاحب بکدام روایت قائل  
است، ہر چہ رائے مولوی صاحب، و اتفاق فتویٰ است، تحریر فرمایند، تاکہ براں عمل درآمد کردہ باشد۔

(۲) بر سیم قربانی واجب است یا نہ،

**الجواب** - (۱) اجماع ائمہ ماست کہ اگر سہ رگ بریدہ شود ذبیحہ طلال است، و این معنی بمشایدہ یا جمع باہل خبرت  
توان دریافت، ہمیں در فتویٰ سابقہ نوشتہ شدہ وہمیں است فیصلہ علامہ شامی و رد المحتار، و انچہ یکبار برائے امتحان  
مشہود فقیر شد آنت کہ بذبح فوق العقده نیز رگہا بریدہ می شود، واللہ تعالیٰ اعلم،

عکس فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم صفحہ ۳۱۹

**مسئلہ** - از چوہر کوٹ بارکھان ملک بلوچستان مرسلہ قادرنخشا صاحب ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ء  
یکے لا میگوید کہ درد عاگنج العرش و درد عاگکشدہ وغیرہ ادبیات عربی فارسی و در نور نامہ ہندی کہ در آن  
ذکر تولد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالتفصیل است ثواب چنداں نوشتہ است کہ جہل شہید و حج ذبیحہ  
امورات ثواب حاصل آید ہر کہ بخواند آن لا میگوید ہر چہ ثواب نوشتہ است آن حاصل نباشد و غلط  
نوشتہ برائے فروختگی کتاب نوشتہ و بیع اصل نیست آیا گفتہ لا بوجہ شرع شریف است یا مخالف  
اگر ثواب ہچنان است کہ نوشتہ است براہ ہر بانی سند و حوالہ کتاب کہ در ذکر تولد آنحضرت صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم چنداں ثواب است تحریر فرمایند بلا حیثیت۔

**الجواب** - رسالہ منظومہ ہندیہ کہ بنام نور نامہ مشہور است ردائیتش بے اصل است خواندنش ردا  
نیست چہ جائے ثواب و برادعیہ در مطابیح انچہ ردائیتہائے اسنادی نویسند اکثر بے اصل است و ثواب بدست  
رب لا رباب یکبار صبحن اللہ میزان را پر میکند و لا الہ الا اللہ پسترا از عرش نبی البتہ یک کلمہ ازینہا اگر مقبول  
شود جزائے او جز جنت نیست و ثواب اللہ اطیب و اکثر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عکس فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ ۱۵۵

مسئلہ۔ از بلوچستان مرسلہ قادر بخش  
 اندرین حکایت علمائے کرام چہ میفرمایند کہ قولے معتبر نقل است آباد اعظ در و غلط ذکر بکنند با حقیقت  
 است در کدام کتاب این نقل است آن حکایت این است۔  
 یک حکایت یاد دارم از رسول + باد مقبول ہمہ اہل قبول + تاکہ معلوم تو گردد ہمیش + تا چہ حد است امتان  
 را نقش + بعد از آن ایم بدر چار یار + اے برادر یک زمان گوش دار + جملہ شہا مصطفیٰ بیدار بود + اتفاقاً یک شب  
 خوابش بود + بود اندر خواب وقتی نماز + ناگہاں آمد خطابش بے نیاز + آفریدیم من ترا از بہراں + ماشدی پشت چہا امتان  
 اے محمد خواب تو زیندہ نیست + ہر کہ در خدمت نباشد بندہ نیست + چون پروازی بخواب نیم شب + کردم اکنون متانت را غضب  
 دوزخ اندازم ہمہ از عام و خاص + یک تن زیشان نگردانم خلاص + چون شنید این آیہ خیر البشر + انت زانجا امتی گویا بدر  
 رفت زانجا از دیدہ هیچ کس + و انداد را عالم الاسرار بس + چون گذشت از دورہ روزی تھہ + خون دل خوردند یاران  
 غصہ را + عاقبت روز سوگم بعد از نماز + جملہ پیش عائشہ رفتند باز + چون پرسیدند زام مومنین + داد ایشان را  
 جوابی چنی + گفت او شین شب رسید از حق خطاب + امتان را آیہ از بہر عذاب + چون کہ این آیہ بگوش اورسید +  
 شد بدون از حجرہ اورا کس ندید + آنچه ناں برخاست از یاران عزو + لرزہ افتادند اندر جن و دیو + ناگہاں  
 دیدند یک جوان ز دور + یافت زان جوان دل ایشان سرور + پیش اور رفتند و پرسیدند از او + گر خبر داری  
 ز پیغمبر بگو + گفت من کے مصطفیٰ را دیدہ ام + بلکہ اورا از کسے شنیدہ ام + لیک سہ روز است پیغام خودش  
 از میان کوہ میآید بگوش + جانور از نالہ اور دل خستہ اند + از چراگاہ دہاں رابستہ اند + ہر زمان از دیدہ  
 می رانند آب + بستہ اند از راہ دیدہ راہ خواب + چون شنیدند این خبر را آل گروہ + جملہ اور دند روے  
 سوئے کوہ + شد نمایاں در میان کوہ غار + دید در آل غار آل صدر کبار + سر بسجده بردہ پیش بے نیاز  
 با خدا و خوشتن میگفت راز + گریہ میکرد دہمی گفت اے الہ + تانہ بخشی امتانم را گناہ + مانہ بردارم سر خود از  
 زمین + تا بروز حشر نام این چنی + اینچنین میگفت دینا لید زار + اشک میبارید چون ابر بہار + چون  
 شنیدند این خفاش را زور + جملہ را از نالہ اش خون شد جگر + گفت صدیق شفیع المومنین + از گرم  
 بردار سر را از زمین + آنچه من در عمر طاعت کردہ ام + آنچه در دنیا عبادتہ کردہ ام + آل نواب از  
 برائے امتان + دارم اے پیغمبر آخر زمان + الی آخر الحکایت۔ یہ حکایت رسالہ میلاد غلام شہید

میں ہے۔  
**الجواب**۔ اس نقل باطل ہے اصل ست در بیچ کتاب معتبر از و نشانے نیست  
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

عکس فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ ۶۶

**مسئلہ**۔ از فورٹ سنڈمین بلوچستان رسالہ زدپ طیشہ مرسلہ مستری احمد الدین ۳، مجادی لاہور  
 (۱) مولود شریف کرنا کیسا ہے اور بوقت بیان ولادت شریف قیام کرنا کیسا ہے (۲) گیارہویں حضرت  
 پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی کرنی کیسی ہے (۳) کھانا آگے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر ختم دینا جائز ہے یا ناجائز (۴)  
 اونٹنی بیٹھتے یا رسول اللہ کہنا آپ کو حاضر ناظر جاننا اور عالم الغیب ماننا کیسا ہے (۵) بزرگوں کی قبروں  
 کی زیارت کیلئے دور دراز سے سفر کرنا عرس اور قبروں کا طواف اور بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں (۶) ہر  
 دو طریق پر میت کا اسقاط کرنا جائز ہے یا نہیں (۷) جمعہ کی نماز کے بعد احتیاط الظہر ۱۲ رکعت پڑھنا  
 ضروری ہے یا نہیں؟

**الجواب** بعد مراسم سنت۔ وہ سوال جواب جوابات میں بہت چالاکی برتی گئی ہے پھر بھی اون سے تو سب  
 کی جھلک پیدا ہے آپ نے مجیب کا دیوبند میں تعلیم پانا لکھا ہے وہاں یہ سوالات کرنے نہ تھے کہ ان میں غلط  
 جواب دے جب بھی کافر تو نہ ہو گا دیوبندیوں کے عقائد تو وہ ہیں جنکی نسبت علمائے حرمین شریفین نے  
 بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان  
 کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے ایسی جگہ تو یہ سوال کرنا چاہئے کہ رشید احمد گنگوہی و اشرف علی تھانوی و  
 قاسم نانوتوی اور محمود حسن دیوبندی و خلیل احمد امبٹھی اور ان سب سے گھٹکر ان کے امام اسمعیل دہلوی اور ان  
 کی کتابوں براہین قاطعہ و تحذیر الناس و حفظ الایمان و تقویۃ الایمان و ایضاح الحق کو کیسا جانتے ہو اور اون لوگوں  
 کی نسبت علمائے حرمین شریفین نے جو فتوے دیئے ہیں انہیں باطل سمجھتے ہو یا حق مانتے ہو اور اگر وہ اون فتووں  
 سے اپنی نادانگی ظاہر کرے تو برہمی مطیع اہلسنت سے حسام الحرمین منگالیجئے اور دکھائیے اگر بکثادہ پیشانی تسلیم  
 کرے کہ بیشک علمائے حرمین شریفین کے یہ فتوے حق ہیں تو ثابت ہو گا کہ دیوبندیت کا ادھر کچھ اثر نہیں درسنہ  
 علمائے حرمین شریفین کا وہی فتویٰ ہے کہ من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر۔ اس وقت آپ کو ظاہر ہو جائیگا کہ شخص  
 اللہ رسول کو گالیاں دینے والوں کو کافر نہ جاننا درکنار علمائے دین و اکابر مسلمین جانے وہ کیوں کر مسلمان پھر  
 مسئلہ عرس و فاتحہ فرعی مسائل کا ادس کے سامنے ذکر کیا ہے فقط۔

عکس فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ ۱۸

**مسئلہ** (۳۷۴) محمد عبدالرشید از خضار مدرسہ انجمن محاسن اسلام احاطہ عبدالغفور صاحب

۱۳ محرم ۱۳۳۶ھ

مسجد میں بلا اذان نماز جماعت درست ہے یا نہیں اور تنگ وقت کی وجہ سے صرف تکبیر جماعت  
 سے ہے یا نہیں؟ بتینوا توجروا۔

**الجواب**

بلا اذان جماعت اولیٰ مکروہ و خلاف سنت ہے، ہاں وقت ایسا تنگ ہو گیا ہو کہ اذان کی گنجائش  
 نہ ہو تو مجبورانہ خود ہی چھوٹی جائے گی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

عکس فتاویٰ رضویہ جلد دوم صفحہ ۲۱۹

**مسئلہ:** - مرسلہ مولوی قادر بخش صاحب از چوہڑوٹ تحصیل بارکھان ملک بلوچستان غرہ جمادی الاولیٰ

چہ می فرمایند علماء کرام علیہم الرضوان اندرین مسئلہ کہ آیا ملازمت و نوکری قوم نصائی کردن جائز است یا نہ خصوصاً شخصے حاجی و مولوی و متقی بمشاہرہ خمس و عشرین بعہدہ معلمی در نوکری مصروف است بعضے عالماں بعدم جواز این مشاہرہ قائل ؟

**الجواب:** - بعض ملازمت ناجائز است مثلاً ملازمت حکم کردن خلاف ما انزل اللہ

و ملازمت رخصتری کہ کاغذ سود بنویسد۔ بروگواہ می باشند۔ وغیرہما۔ و اگر در کار پائے متعلقہ مخدورے نبود۔ جائز ہست۔ ہمچنین تعلیم کہ اگر بتعلیم امر مباح مامورست مثلاً حساب آفندیں وغیرہ اجارہ جائز ہست و اگر بتعلیم عقائد باطلہ و امور منہیہ اشتغال دار دناروا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عکس فتاویٰ امجدیہ جلد سوم صفحہ ۲۷۰

**مسئلہ:** - مرسلہ مولوی قادر بخش صاحب از چوہڑوٹ تحصیل بارکھان ملک بلوچستان غرہ جمادی الاولیٰ

اگر کسی سرقہ کرد بعدہ نادوم شد۔ انوں اگر سارق بالفظ مرتکب گوید کہ فلاں چیز من ذریدہ ام شرمبار و گرفتار شوم۔ و خواہد کہ قیمت مسروقہ بمالک می دہم و اصل چیز از دست برفت۔ و لیکن چون قیمت بمالک می دہم و ایفاء کند ظاہری گوید کہ این قیمت در مقابلہ فلاں چیز ہست کہ شرمسار شوم۔ و در یکسو جا قیمتش ادا نمی خواہد کرد۔ اگر باین طریقہ قیمت مال مسروقہ ادا کند۔ آیا گردش بروز قیامت رہا گردد۔ یا نہ یا لازم است کہ ظاہر گفتمہ ادا کند تا از گناہ پاک شود۔ ہرچہ حکم شرع شریف باشد تجریر فرمایند ؟

**الجواب:** - چون اصل شئی فوت شدہ قیمتش ادا کند۔ و این لازم نیست کہ ظاہر کند و گوید کہ این قیمت آن چیز است کہ در دیدہ بودم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

لے محض از ادائیگی مال مسروقہ بمالک، سارق از گناہ سرقہ پاک نمی شود۔ زیرا کہ سرقہ گناہ کبیرہ است کہ بے توبہ صحیح از دے بری نمی شود۔ پس بر سارق لازم است کہ از فعل سرقہ توبہ کند۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ مصباحی

عکس فتاویٰ امجدیہ جلد سوم صفحہ ۳۴۵

مسئلہ (۳۴۵) مسائل از شہر کہنہ محلہ کانکر ٹولہ مسئلہ نیتھے خاں  
(۱) اذان سنت ہے یا واجب؟

مسئلہ :- مرسلہ مولوی قادر بخش صاحب از چوہڑ کوٹ تحصیل بارکہان ملک بلوچستان  
عزہ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۵ھ

- (۱) انگریزی خواندن و تعلیم کردن جائز یا نہ بعضے علماء فتویٰ بکفر می دہند؟  
(۲) بعضے آدمی چون کلمہ طیبہ خوانند اول بسم اللہ الرحمن الرحیم گفتہ کلمہ گویند یک دو  
ملایاں گفتہ کہ این چنین گفتن نشاید۔ بعضے گویند بیچ پرواہ نہ۔ ہرچہ حکم باشد تحریر فرمایند؟  
(۳) بعضے چون کلمہ طیبہ خوانند بایں لفظ زائد میگویند کہ لا الہ الا اللہ پاک محمد رسول اللہ آیا  
بایں لفظ زائد پاک در اعراب و معنی نقصان شود یا بیچ حرج نیست؟

الجواب (۱) :- از نفس تعلم و تعلیم زبان انگریزی باکے نیست۔ اما بسا اوقات بسبب امر  
آخر قباحت رونماید مثلاً صحبت کفار و فجار و تعلم امور خلاف شرع کہ ازیں اسباب عقائد فاسدہ

در دل جاگیرد۔ و بعض وقت از اسلام بر طرف شود، فاما اگر این چنین نہ باشد مضائقہ ندارد  
واللہ تعالیٰ اعلم

- (۲) قبل کلمہ طیبہ تسمیہ خواندن چرانشاید، بیچ سببے نیست کہ منع گردد۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
(۳) در میان در جملہ عربی لفظ پاک کہ فارسی است داخل کردن من حیث الترتیب  
نشاید و من حیث المعنی خلاصہ ندارد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عکس فتاویٰ امجدیہ 'جلد چہارم' صفحہ ۱۰-۱۱

قادر بخش خاں

مولوی صاحب

بکھ ان ہاں

بجنت برادر صاحب عزیز مولوی صاحب  
کہ در نیازنا سجدہ ہر دور سے خیریت ہے اور اپنی خیر و عافیت  
بار وقت نیک الہ پاک سے چاہتا ہوں احوال آئندہ ررنجا خاں کو

بجنت برادر صاحب عزیز کی رات کو روانہ ہونے والوں برادر صاحب آج تنہا  
جہاز کا رابطہ ہے ہماری تمنا ہے کہ آئندہ جہاز برادر صاحب  
کو بونت دیکر جناب قبلہ دو جہاں ساری آسمان ہماری  
بر آئینہ جناب واللہ صاحب رخصت ہم سے ہاؤس سبھا جہاں پر  
جلد آئیں مگر حکم ربی الہ پاک جناب واللہ صاحب کو جنت فردوس

عطا فرما دیں آمین ثم آمین قالوا ان الله وانا اہی رجبون

برادر صاحب آج <sup>(جمعین)</sup> مورخہ بجنت ہاؤس الہ پاک تہاں برادر کو  
خوشی فرم فرما دیں آمین ثم آمین <sup>دیرتے وقت</sup> آخری وقت جان قدس <sup>بنا</sup> و صلیبا

بر کیا واللہ صاحب کی پارسی اور تہاں برادر کا بیڈ فریاد الہ پاک کو  
ہیں اور مولوی برادر اللہ بخش <sup>بارت</sup> اج

عکس مکتوب ہنام مولانا قادر بخش منجانب برادر اکبر مولوی اللہ بخش 3 صفحات

اور در

دست راستی و چپت نه جان

المیز و موی و چشمتش و فرسایدن سرش در دست

در دست چپش و در پوین اور نشانی در محض

اور در دست چپش و در پوین اور نشانی در محض

اور در دست چپش و در پوین اور نشانی در محض

اور در دست چپش و در پوین اور نشانی در محض

اور در دست چپش و در پوین اور نشانی در محض

اور در دست چپش و در پوین اور نشانی در محض

اور در دست چپش و در پوین اور نشانی در محض

اور در دست چپش و در پوین اور نشانی در محض

اور در دست چپش و در پوین اور نشانی در محض

اور در دست چپش و در پوین اور نشانی در محض

اور در دست چپش و در پوین اور نشانی در محض

اور در دست چپش و در پوین اور نشانی در محض

اور قرضہ کی بابت مجھ کو حال د

آپ فرمادیں، برادر ام (کلمہ) اور

برادر ام (کلمہ) اور

ضابطہ ہنگو یا بنا ہوا خود دار  
سردیوں ضرور ہوں گا

بہار سر پر آ گیا جسا والہ صبا

تب وہیں بارسل لادینا اط

میں نے کئی غم ناکوں کو بیکر جوالہ

آپ نے کئی لوگو اور دشمن

میں حال سے خبر دینا اور آج

بانی، مجھ کو غم کے

فانک اور ہوا

میں نے کئی کئی بار

میں نے کئی کئی بار

میں نے کئی کئی بار

تمیانه کوه الاعلی

۷۸۷

السؤال

چه میفرمایند علماء دین درین خصوص که زنی یک دختر خیر را بشرداد آن مضمون (مهر)

دو برسد دررد آنکس شوهر در ضمنه میخواد که با یک برسر خود آن دختر را که شریک

ساقه میباشیم. آیا برسرین که قبل ازین میتر خورده بقوله شده بود در حدیث

است یا نه = الحور وهو المملع بالکوب جزا که الله جزا کرا

در صورت مرقوم اگر آتشیدن شریک میاد معتبر شریک بعد از حقه شرعی است

نکاح مابین مذکورین جائز نیست زیرا اندر برادر در دختر مذکور کتبت

عبارة زمل نظر است المصنفة لولدت من هذا الرجل او غيره قبل ان يزوج

او بکوهه فاکل اخوة الرضخ در خواسته و بلکه اولاد اخوت در وقت

در وقت که یو بقیده مبارک که بر سر میخورد رضاعی بود بلکه رضاع و نسبی

وی است پدر رضاعی رضاع بود اولاد ایشان برادر و عمیره رضاعی رضاعی

رضاعی وی بود و مادر رضاعی جده رضاعی او باشد و عمیره پدر رضاعی رضاعی

رضاعی جده وی بود در برادرش هم رضاعی او یعنی با لایفک دیگر قرابتها بر

فی الکفایة شرح اللمهیه ولسن النحل يتعلق به التیمم وهو ان ترضخ المراه

و امه حقه و دینیه اخا و دینیه اخا و اخوه عماً و اخوته عمته حتی لو کان

بمولد یا منه فارضعت کلواحدة منهما صغیراً صار اخون لای و انکان

لا یکل انکاح بینهما و انکانا انشیتن لایکل ایح بینهما لا بینهما

و انکان لرجل امره فولدت منه فارضعت صغیراً صار اخون لای

عکس فتوی مولانا قادر بخش بزبان فارسی 2 صفحات

هر چه بینه متعلق بشود حجت بشود این نیز بجهت آن مرد است و هر گشتش اینست  
 در کتب دینیه در ایس حرام میشود آن دختر بر شوهر آن و بر پدر آن شوهر و سایر  
 شوهر پدر شوهر که بسبب آن نیز نزد کرده است در پستان زن مذکور بدین  
 و مادر پدر مذکور چه دختر مذکور است و مادر برادر آن دختر مذکور است  
 شوهر برادر شوهر عم و بیشتره او و تمامه اگر نه برای مرد دوزخ است  
 زن را از آن در مذکور پس نیز هم در ایس از آن بر دوزخ است  
 این بعد از آن بر او عدلی دارد نه یک از آن بر او عدلی در حقش  
 است و اگر نه شد نیز در حق عدلی شود بی کردن بر او در علاج بر آن  
 و اگر نه بیای بر دوزخ ایس از او عدلی و ایس از او عدلی که در  
 بر او عدلی است

این کتاب در حقوق و فقه است و در ایس از آن بر او عدلی در حقش  
 است و اگر نه شد نیز در حق عدلی شود بی کردن بر او در علاج بر آن  
 و اگر نه بیای بر دوزخ ایس از او عدلی و ایس از او عدلی که در  
 بر او عدلی است

متولذ بغللی متعلقه تدریجاً ۱۴۰۴ الحال ساکن جوهر کورث

تعمیر و ترمیم کوئی مادہ نہیں  
 اس کے لئے - مٹی - لٹیر - اچھوٹا آجی مٹی یا لٹیر  
 اور اس میں سٹرکوں کے آگے اچھوٹا مٹی یا لٹیر  
 کر کے اور اس کے بعد اس کی ازتوں کے ساتھ  
 لگا کر اس کے لئے مٹی یا لٹیر  
 سٹرکوں کے لئے مٹی یا لٹیر  
 اور اس کے لئے مٹی یا لٹیر

مولانا قادر بخش کے نام خط کا عکس

سائیکه در تبتک انگیزی مبالغه از بهر حصول منفعت می دارند  
 رک و در شاکت و خیرات و بیترت و صدقات و بناء مسجد و اداء  
 ات می کنند راست یانه و انفعین را جواب شایع چیست جواب  
 گرفتن جائز است چه در شتر الطحمت و بلوغت بال است و مال  
 نمی گیرد بعد از استیجاب آن و آن در ماخون نیز مقصود است فل  
 باب الرلو قال فی الشتر بتلایه من شرائط الرلو اعتمه البدین  
 بالاتف نفعه احدها وعدم لغومه لا یمنع انتهى و ایضا قال فی رد المحتار  
 الکافر قوله لا یمنع حربی مستامن فینا بسته قید بالمستامن لانه  
 الامان کان هو و ما معه فیدا انتهى وقد نسبه الی الفتح لیس یقول  
 حلال شدند در امور خیرات صرف آنها جائز است **نشان هر**  
 فی هذا الباب و الله اعلم بالصواب

روا از تبتک لهارى و لفضی بصری رسولی است حسین را می پوری  
 یفرماید علماء عظام در تبتک است که بلو اگر فتن از بغدادی متعلق است بربار  
 سلام است چه حکم دارد بنوا لوجروا عند الله انتم اولیاء  
 ظاهر است که جائز است در علم حوزان موقوف است مستحب است که  
 است و لیکن را در تحقیق نمی گذرد فکر جائز است هر دو در این مقصود باشند

باب الصلوة و السلام لا یلزم الیه و الی غیره فی حوزة  
 در تبتک فی باب الرلو و الا آنچه صاحب نصب الرایه فی تخریج احادیث  
 مذکور میفرماید که قلت غریب لیس جوابش است که علمای اصول  
 لم یجهد بحديث غریب استدلال نماید بوجه حجیم بخارند و  
 ام اعظم باین حدیث استدلال کرده است باینکه در حدیث  
 و تحقیق می شود قال العلامة ابن عابدین الشافعی رد الآثار حاشیه  
 کتاب البیوع و ما حدیث الکتب من باع نخلا موراً فالتمه  
 شرط المتباع فلا عارضه لان مفهوم الصفه غیر معتبر عندنا و انما یلزم  
 دل غریب فیه ان التجهد اذا استدل بحديث كان تصحیحاً له

سورتین در کتاب  
 اصل الله و الله  
 در اسلام نه دعوی  
 مقرر شده است  
 سودا فروش اولیای  
 و بنویزده ناجز از اولاد  
 حیاط در رفتن حوزة  
 در تبتک در مورد است  
 در دفتر مذکور  
 طریقه بنامه فقط  
 در علم با کتب  
 در تبتک

عکس حواشی مولانا قادر بخش (بر کتاب فتاویٰ بهایونی)

ابیات

افسوس تو خستہ ہوا، مبارک الوداع - روروی؟ دل نے یوں کہا مبارک الوداع

دہشتیں ہم تجھے منتظر شدہ رہا، اما زور - حرف جبار دلدن مبارک الوداع

تجھ میں شدتِ قدر آئی، کئی دہائیوں سے بڑی - صل علی صل علی حاجب الوداع

قرآن بھل نازل ہو، اچھو شرف حاصل ہو - اسی دور سے غافل رہتا مبارک الوداع

جستہ دوروں کا نکلنا، دوروں کا دورت مند - خالق کی کئی تباہی مبارک الوداع

دینوں کی اندر یقین تو آتی ہے، لیکن - جو منہ مذاق سے آ رہا مبارک الوداع

سڑتا ہے منہ کوز جب باکوں پر لگتے ہوتے - پانٹا لڑا مبارک الوداع

جو شرفی تھی، مہی کر اور اوٹھو، گامے - علی تباہی و رحمت مبارک الوداع

مگر آئے دور، بے پروا، جب نہ ملتا، منکر سے لگا مبارک الوداع

جو غم میں رہا، بولوں کی کئی دہائیوں سے مبارک الوداع

ایک اور بے یقین نظر آئے، حسن و شہ - آئی مبارک الوداع

تو ہا، شہنشاہ اور ملامت، کج - کج مبارک الوداع

گنہگار ہے، بھل مانتی، در نہ بہت، کج مبارک الوداع

جہ تہ کی کج، شہنشاہی، روز جہنم سے مبارک الوداع

عکس ابیات بعنوان "الوداع ماہ رمضان" بقلم قادر بخش

اعلموا ان لهذا شهر رمضان  
فتمتوا و اعلموا ان هذا الشهر  
الذي فيه

والله اعلم ويا منبه الركعات عنه اللفظ و الحجاب  
و ترفع الاربعة و ترفع من الحسنة الوداع الوداع الوداع  
و ترفع الاربعة و ترفع من الحسنة الوداع الوداع الوداع

عنه كل الف من عتق من النار الوداع الوداع الوداع  
و ما ينظر الامن والامان الوداع الوداع الوداع  
مفطرة و آخره من ان من انه من الوداع الوداع الوداع  
السلام عليكم يا منبه الوداع الوداع الوداع  
السلام عليكم يا منبه الوداع الوداع الوداع

الوداع مايا شهر رمضان (بقلم قادر بخش)

بخش در گنده لطف خواجه الکوش

غور کر مجھ پر ڈھا ڈھا راز حشر ماسدات

دیدار ہمیشہ کر لیبہ خواجه حسین

کوشش نیر ایش نور دیدن شفا حاصل

فضل کر مجہ پر طفیل حاجی الہ بخش پیر

بادشاہ انسو ملک ابرو سما کی واطر

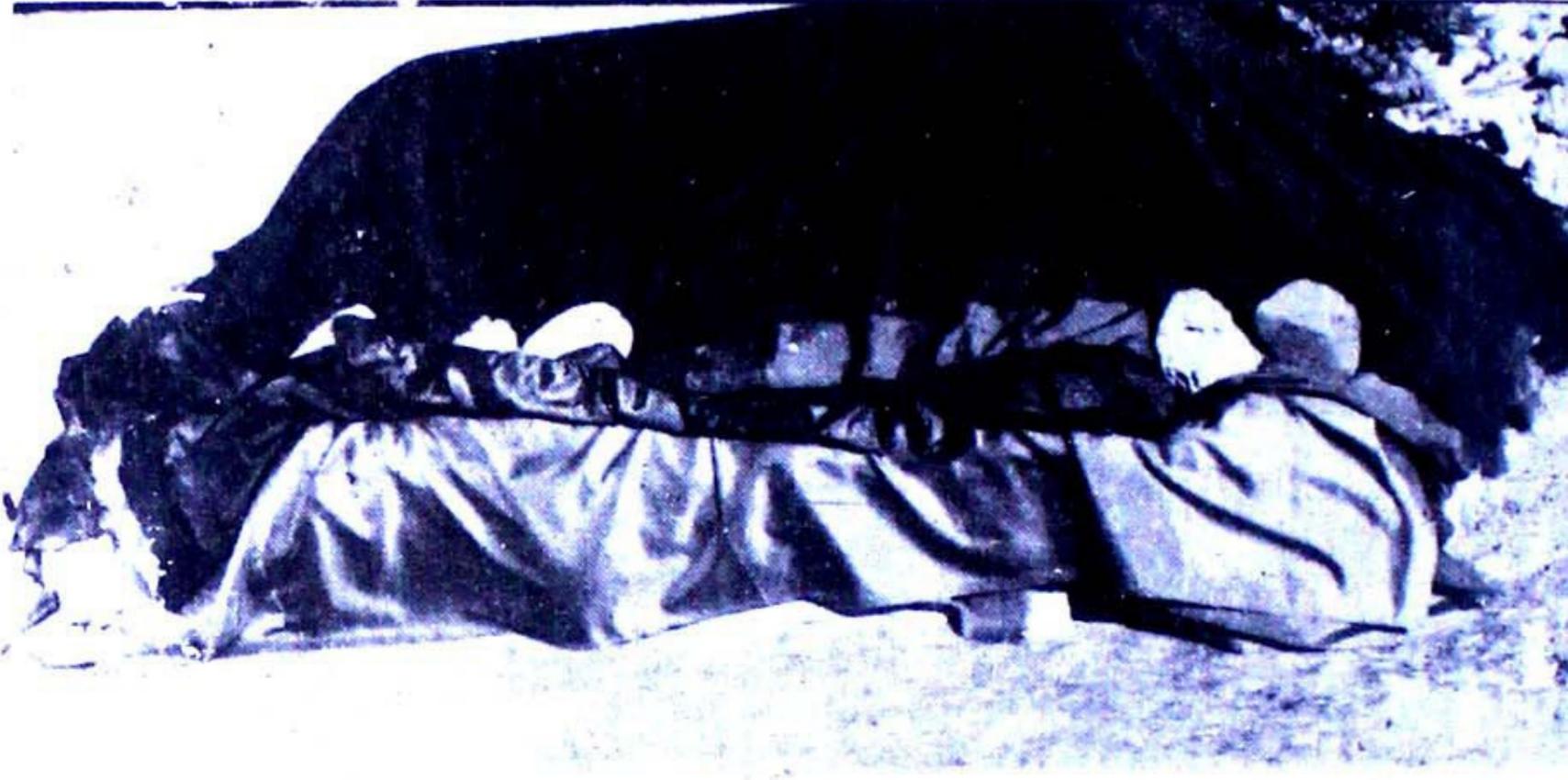
ارجم طفیل خواجه صو شاہ میر

حاجی شاہ شی صاحب سنی کی واطر

بخند واپسی محبت اور قیام ماسدات

حزمتی پیران شجرہ حشمت کی واطر

عکس اشعار شجرہ بقلم مولانا قادر بخش



عکس مزار مولانا قادر بخش (چوہر کوٹ)



عکس مزار مولوی احمد یار برادر مولانا قادر بخش (بارکھان)



وہابیات منہجت از سالہ اول بدعت با خصوص بنوعیہ مقلدین و وہابیہ لغفار فضلالت  
مع رسالہ مبارکہ

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۳

۵

۱۶

## تصنیف لطیف

علامہ دوران امام المناظرین مقدم التحققین حضرت عالم السننہ محدث مناہج و لانا  
الحاج عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان حنفی قادری برکاتی بریلوی منظر اللہ العالی



(مولانا بریلوی حکیم) امجد علی اعظمی رضوی نے اپنے اہتمام سے

کاھنڈا و عتبات واقع بریلوی میں مطبعہ  
مطبع السنت واقع بریلوی میں شائع کیا

قیمت

۵۰۰ جلد

بارہم

# الحسد

ہدایت برادران اہلسنت کے لیے  
نیفیس و ضروری فتوے دافع بلا و بلوے

جسین عظیم و حلیل سندون روشن کیا بڑا کہ زمانہ حال کہ جب قدر رافضی تبرائی ہیں  
علی العموم سب کا فر و مرتب ہیں اونکے ساتھ کوئی معاملہ مسلمانوں کا سا برتنا حلال  
ہیں رافضی اپنے کسی مورث مسلمان کا ترکہ شرعاً نہیں پاسکتا اگرچہ وہ  
مورث اس رافضی کا باپ یا حقیقی بھائی ہو رافضی مرد یا عورت کا نکاح کسی مسلمان یا کافر  
رافضی یا غیر رافضی اصلاً کسی نہیں ہو سکتا شخص زنا ہوگا اور اولاد ہرگز نہ صحیح النسب ہوگی

میں سے بنام تاریخی

# رش الرافضة

تصنیف لطیف و ترصیف منیف

عالم اہلسنت ناظم ملت مفتی شریعت حامی طریقت بحر العلوم عطیہ نبی الامہ  
صاحب محققا ہرہ موبد سنت زاہرہ مجدد ماتہ حاضرہ حضرت مولانا مولوی

محمد احمد رضا خان صاحب حنفی قادری برکاتی بریلوی قبلہ مدظلہ  
بمجاز اہتمام سے مولانا مولوی حکیم ابو العلاء محمد امجدی صاحب قادری رشتوی اعظمی نے

مطبعی اشمل جہاں واقعہ میں چھاپا گیا ہے

قیمت فی جلد شر

اس فتویٰ کا  
کیا گیا جو  
تاریخ تہذیب  
فیضانِ اسلامیہ  
میں شائع ہوا  
میں

# مخبرہ سجنہ

یہ مبارک فتوے حسین روشن دلائل و ثبوت دیا ہے کہ مرزا کا دیانی  
 کہ انہی کو نبی رسول کہتا اور نبی علیہم السلام کی توہین کرتا اور بکثرت  
 ضروریات دین کا انکار کرتا کافر تہذیب اور اسکے گروہ کو ساری مرزائی  
 کافر تہذیب اپنی کج اورین جان وغیرہ جملہ موثرین وہی احکام ہیں مگر تہذیب  
 مسیحا بہ اسم تاریخی



تصنیف لطیف :

اعلیٰ حضرت عالم اہلسنت قاضی جامع باریت مجدداتہ عافہ نوید ملت طاہرہ  
 صاحب تصانیف کثیرہ باہرہ مولانا مولوی حاجی قاری مفتی شاہ احمد رضا  
 خان صاحب قادری

نور انوار اتمام سزا مولانا مولوی حکیم ابو العلامی علی صاحب رضوی اعظمی نے  
 مطبع اہل جہا واقعہ بیابان چھاگیر شاہ

موس در نند ۲۰۰۰  
 دہلی اول اول  
 مطالعہ و تکریم کی مجلس  
 ہندوستان  
 ہندوستان  
 ہندوستان

## وَأَشْرَقَتِ لَكُمُ الرُّسُومُ وَرَبَّحْنَا

بعونہ تعالیٰ

روشنی مزارات اولیاء اللہ کے متعلق ایک نہایت ضروری فتویٰ  
جس میں اوہا باطلہ وہابیہ کا ابطال کیا گیا اور ثابت کیا گیا کہ مزارات اولیاء اللہ کی  
روشنی کرنا جائز بلکہ مستحسن ہے اسکی ممانعت نہیں ہے وہابیہ کی محض سوریہ ہے

موسوم باسم تاریخ

## بِرَبِّهِمْ أَكْبَرُ

۱۳۳۱ھ

محققین امام المناظرین مجددانہ حاضرہ مولانا طاہرہ علیہ السلام حضرت مولانا الحاج فاضل  
قاری شاہ احمد رضا خان صاحب سی حنفی قادری برکاتی بریلوی متعبد علیہم بطول بقائهم  
باہتمام خاکسار محمد عبدالملک مطبع مجتہدانی لکھنؤ  
بمفاہت جملہ حقوق تصنیف

## مَطْبَعُ مَجْتَهَدِيْنَ طَبْعُ يَوْمِ

# قرآن سائنس

اول

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ



ڈاکٹر مجید اللہ قادری



بزم عاشقانِ مصطفیٰ لاہور

عَلَّمَ الْأَفْئَاعِيَّ عَنْ حَمِي هَادِرَةِ الرَّفَائِي

افضلیت

سیدنا غوث عظیم  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام احمد رضا قادری بریلوی

بزم عاشقانِ مصطفیٰ

فلیمنگ روڈ، لاہور

دینی، فقہی، سیاسی اور تاریخی موضوعات پر فکر انگیز معلومات

# اظہار الحق الجلی

امام احمد رضا فاضل بریلوی اقدس سرہ

بزم غائبانِ مصطفیٰ

لاہور، پاکستان

تو کیا تم ان سے ان کے دیکھنے پر پہنچا سکتے ہو  
اور انہوں نے تو وہ جیلوہ دو بار دیکھا  
سورۃ النجم، ۱۲، ۱۳، ۱۴

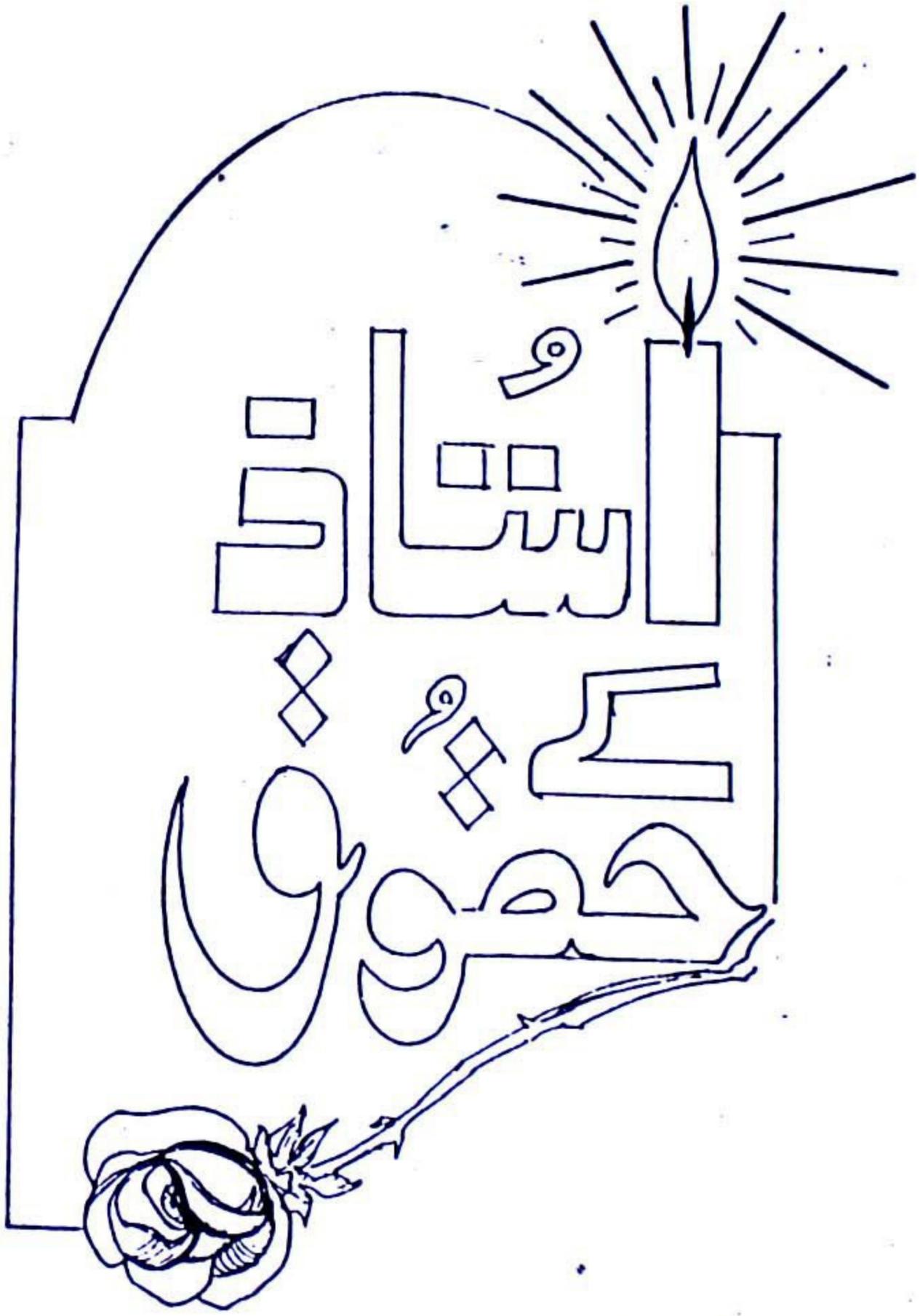
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

# تحریر اور میر تقی علی

افضات از: امام احمد رضا خان محدث بریلوی

مرتبہ اقبال احمد اختر القادی

لاہور پاکستان  
پاکستان مصطفیٰ  
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



افاضاح از: امام احمد رضا خان محدث بریلوی

مرتبہ اقبال احمد اختر القادی

بزم عاشقانِ مصطفیٰ  
لاہور پاکستان

امام احمد رضا

اور

علما ڈیرہ غازی خان

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

رضا اسلامک سینٹر

بلاک نمبر ۱۶، ڈیرہ غازی خان





